اُردو بائبل اور اُس کا تصورِ جہنم اِرتقائی مراحل

(۱۷۳۹ء تا ۲۰۱۰ء)

خورشید احمد سعیدی☆

ABSTRACT

Urdu language emerged in 14th century in India with Urdu poetry while its earliest prose appeared in 16th century. European traders, who came to India, used it for their business and political objectives whereas Christian missionaries made it a basic means for evangelization. They preached Christianity by producing their literature in Urdu language, and by preparing books of Urdu grammar, dictionaries, and publishing it in their printing presses in India.

While translating Bible into Indian languages, they largely focused on Urdu language from 1739 to 2010, this activity has gone through a number of evolutionary stages. The translators of the Bible into Urdu faced a number of problems. Besides the difficulty of differing Hebrew and Greek texts, there were also problems of the target languages particularly Urdu. Moreover, they came under the influence of the prior works of biblical translations in Arabic and Persian languages, and they could not escape from the Biblical criticism as well.

☆ لیکچرار شعبہ تقابل ادیان، فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز (اصول الدین)، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IRI, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

Keeping in view these factors, this paper explores answers to the following questions: What were the evolutionary stages in the process of Urdu translations of the Bible? What were the needs and causes of producing various Urdu translations? If we take the theme of Hell in the Bible as an example, which and how many terms were selected to render it into Urdu language? How much has this concept changed during the period between 1739 and2010? This analysis helps us to understand how divine Message has been influenced by human understanding during process of rendering.

برصغیر میں اُردو زبان[۱] کا ظہور تو چودھویں صدی عیسوی میں اُردو شاعری سے ہوگیا تھامگر اُردو زُبان کی قابل ذکر قدیم نثر کا آغاز سولھویں صدی عیسوی سے ہوا۔[۲] ہندوستان میں وارِد یورپی تاجر اُسے تجارتی اور سیاسی اغراض و مقاصد جبکہ یورپی عیسائی پادری اُسے اپنے مذہب کی تبلیغ کے لیے اِستعمال کرتے تھے۔

۱- اردو زبان جب اپنے ارتقاء کی منازل طے کر رہی تھی تو اس کے متنوع لہجے اور مختلف نام زیرِ استعمال تھے۔ اسے کہیں ہندی، کہیں ہندوی، کہیں ہندوستانی، تو کہیں دکنی کہا جاتا تھا۔پھر اسے اردوئے معلیٰ کہا جانے لگا۔بمبئی اور کلکتہ میں مقیم اہل یورپ کے نوکر چاکر اس کا جو لہجہ اور انداز کلام استعمال کرتے تھے اسے موروز(Moors) کہا جاتا تھا۔ (دیکھئے: Samuel Bagster, *The Bible of Every Land* (London: Samuel Bagster and Sons, (1851), p. 78-79.

۲- دیکھئے:رام بابو سکسینہ،"History of Urdu Literature"، اُردو ترجمہ مرزا محمد عسکری **"تاریخ ادبِ اردو"**(۱۹۲۹ء)، (لکھنؤ:مطبع منشی نول کشور، ط۳، س ن)،ص۱۱، ۱۷۔ اس کتاب کو دوحصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا حصہ زیادہ ضخیم ہے اور یہ اردو شعراء اور ان کی شاعری کے لیے وقف ہے۔ دوسرا حصہ اردو نثر اور نثر نگاروں کی تاریخ پر مشتمل ہے۔ اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے ایچ یو ویٹ بریخت سٹینٹن(Weitbrecht Stanton) نے پہلے تو تعریفی جملے لکھے لیکن پھرتنقید کرتے ہوئے کہا:" مسٹر سکسینہ نے اردو ادب کے میدان میں عیسائی مشنریوں کی کاوشوں پر نہ صرف اچٹتی ہوئی اورنامکمل نظر ڈالی ہے بلکہ حوالے بھی غلط دیے ہیں۔" (H. U. Weitbrecht Stanton, *The Urdu Language and the Urdu Bible*, The Muslim World, Hartford Seminary, USA,Vol. 19, (No. 3, pp. 274.

اُردو زبان کی ترقی اور فروغ میں اُن کا حصہ مؤرخین نے نظر انداز نہیں کیا۔اُردو اَدب کے مؤرخین میں رام بابو سکسینہ کا نام بہت معتبر سمجھا جاتا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ پرتگالیوں اور انگریزوں دونوں نے اردو لُغات میں قابل ذکر اضافہ کیا۔ ۱۵۴۰ء میں ہندوستان کی کئی بندرگاہوں پر پرتگالی قابض ہو چکے تھے اور ممالکِ مشرق میں گویا تجارت انہیں کے ہاتھ میں تھی۔ اُن کا اثر و رسوخ صرف بندر گاہوں تک محدود نہیں تھا۔ اُن کی آبادیاں ہندوستان کے ساحلوں پر اور اندرون ملک میں بھی تھیں۔ ہندوستان کے ساتھ اپنے تعلق کو انگریز بھی بہت مضبوط بنا رہے تھے۔اِس لیے وہ بحیثیت تاجر، حاکم اور مبلّغ یہاں رہتے تھے۔ سترہویں اور اٹھارہویں صدی میں اُن کی زبان ہندوستان کے ایک بڑے حصے کی زبان ہو گئی تھی۔ اسی میں عیسائی پادری اپنے مذہب کی اشاعت اور تبلیغ کرتے تھے۔[۳]

اُردو زبان اور عیسائی مذہب کے بارے میں اِس پس منظر سے دو باتیں صاف ظاہر ہیں۔ایک یہ کہ برصغیر میں سولہویں صدی میں عیسائیت کی تبلیغ ہوتی تھی اور دوسری یہ کہ اُس تبلیغ و اشاعت کا ایک بڑا وَسیلہ قدیم اُردو زبان تھی کیونکہ اُردوزُبان کی جدید نثر کی ابتداء اُنیسویں صدی سے شمار ہوتی ہے۔ ۱۸۰۰ء میں کلکتہ میں فورٹ ولیم کالج کی بنیاد رکھی گئی۔ ڈاکٹر جان ِگلکرسٹ(۱۷۵۹ء -۱۸۴۱ء) جب فورٹ ولیم کالج کا افسر اعلیٰ بنا[۴] تو اُس نے اُردو زبان میں ایسی کتابیں تیار کروائیں جن سے ملکی انتظام اور ہندوستانیوں کے ساتھ میل جول اور ربط وضبط بڑھانے میں آسانی ہو۔ اُس کی کوششوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ اُردو زبان سرکاری زبان بن گئی اوراُسے یہ استعداد حاصل ہوگئی کہ اس وقت مروّج فارسی زبان کی بجائے اُردو کو عدالتوں اور گورنمنٹ کی زبان قرار دیا گیا۔[۵] گلکر سٹ ہی کی وجہ سے اُردو زبان کی گرائمر، لغات اور دیگر رہنما کتابچے تیار ہوئے۔ اُن کی اِشاعت سیرام پور میں واقع عیسائی مشنریوں کے باپٹسٹ مشن پریس اور دیگر کئی اشاعتی مراکز نے کی۔ ۱۸۳۲ء تک بنگال سے باہر شمالی ہند میں بھی فارسی کی بجائے اردو سرکاری زبان بن چکی تھی۔

۳- دیکھئے: مرزا محمد عسکری، **تاریخ ادبِ اردو**، ص ۷

۴- کچھ مصنّفین اس کے نام کو گل کرائسٹ لکھتے ہیں تو کچھ ِگل کرسٹ۔ ہم نے اس مقالے میں اسے ِگل کرسٹ سے ذکر کیا ہے۔ ڈاکٹر جان گل کرسٹ اسکاٹ لینڈ کا باشندہ تھا۔ وہ بمقام ایڈنبرا پیدا ہوا۔ جارج ہیرٹ کی درس گاہ جو اُسی شہر میں واقع تھی میں تعلیم پائی۔ ۱۷۸۳ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملازمت میں بحیثیت ڈاکٹر داخل ہوا۔گل کرسٹ زیادہ عرصہ تک اپنی جگہ پر نہ رہ سکا۔ علالت کی وجہ سے مستعفی ہو کر ۱۸۰۴ء میں پنشن لے کر ولایت چلا گیا۔ گل کرسٹ کا انتقال ۸۲ برس کی عمر میں بمقام پیرس میں ہوا۔[دیکھئے: مرزا محمد عسکری، **تاریخ ادبِ اردو**، ص۵،۶، باب ۱۵]

۵- دیکھئے: مرزا محمد عسکری، **تاریخ ادبِ اردو**، ص۳۱

۱۸۳۸ء میں پریس کا عام استعمال شروع ہوا اوردو سال بعد پہلا اردو مجلّہ ''اردو اخبار'' دہلی سے جاری ہوا۔(۶)

فورٹ ولیم کالج کے انگریزوں کی زیرِنگرانی مسلمان اور ہندو منشیوں کی تیار کردہ کتب کا جدید اُردو نثر کے ارتقاء اور فروغ میں نمایاں کردار تو یہاں سے واضح ہو جاتا ہے کہ اُن کے ساتھ ساتھ عیسائی پادریوں نے بھی اُردو زُبان کی جدید نثر پر اچھا خاصا اثر ڈالا۔ اس کے بارے میں رام بابو سکسینہ نے لکھا ہے کہ عیسائی پادریوں نے بائبل کا ترجمہ ملک کی دیسی زبانوں میں کرکے اُس کی اشاعت عوام الناس میں بکثرت کی۔ بائبل کے علاوہ صدہا مذہبی چھوٹے چھوٹے رسالے اور کتابیں اُردو میں شائع کیے۔ بائبل کے سب سے قدیم ترجمے جو ۱۸۰۵ء سے ۱۸۱۴ء تک شائع ہوئے وہ زیادہ تر اُردو ہی میں ہوئے تھے۔(۷) اُردو زبان میں عیسائیت کی تبلیغ، بائبل کے ترجموں اور وسیع پیمانے پر اُن کی اشاعت کی بات کو مزید واضح کرتے ہوئے اُردو ادب کے ایک مؤرخ حامد حسن قادری اپنی تالیف ''داستانِ تاریخ اردو'' میں کہتے ہیں:

> اہل یورپ نے ہندوستان میں تجارت وحکومت کی کوشش کے ساتھ ساتھ عیسائی مذہب کی تبلیغ کا کام بھی بڑے زور شور سے کیا اور ہندوستان کی تمام زبانوں میں انجیل کے ترجمے کیے۔ اس طرح بالواسطہ اُردو زبان کی وسعت اور اُردو لٹریچر کی کثرت میں سعی کی۔ اٹھارہویں صدی ہی میں چند ترجمے ہو گئے تھے۔ اُنیسویں صدی میں اُردو کے ٹائپ اور لیتھو کے چھاپے خانے جاری ہونے سے بائبل کی اشاعت بڑی کثرت سے ہونے لگی۔(۸)

تاریخ اَدبِ اُردو کے معتبر مصنّفین کے اِن بیانات سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ہندوستان کی مسلم اور غیرمسلم اقوام میں تبلیغ کرنے والے عیسائی پادریوں نے اگرچہ اُردو زبان اچھی خاصی سیکھ لی تھی جس کا اِظہار اُردو زبان میں اُن کے مختلف مذہبی رسائل اور بائبل کے ترجموں کی اشاعت سے ہوتا ہے؛ وہ اِس قابل بھی ہو گئے کہ اُردو زبان کے عمومی ذخیرۂ الفاظ میں بہت سے ایسے نئے الفاظ، اصطلاحات اور تصوّرات

۶- دیکھئے: H. U. Weitbrecht Stanton, *The Urdu Language and the Urdu Bible*, The Muslim World, Hartford Seminary, USA, Vol. 19, No. 3, pp. 278

۷- دیکھئے: مرزا محمد عسکری، **تاریخ ادبِ اُردو**، ص۳۳۔

۸- حامد حسن قادری، **داستانِ تاریخ اُردو**، (سندھ: اُردو اکیڈمی، ط۳، ۱۹۶۶ء)، ص۹۱۔

متعارف کرواسکیں جو صرف ان کے مذہبی مفاہیم کے حامل ہیں[۹] لیکن زبان و بیان پر قدرت اور مکمل گرفت اُنہیں صدیوں تک حاصل نہ ہوسکی۔ اس کا کچھ اندازہ اُردو زبان میں بائبل کے تراجم پر مسلسل اور بار بار نظر ثانی کی ضرورت سے لگایا جا سکتا ہے۔ اس کی تفصیل زیرِنظر مقالے میں آرہی ہے۔

اردو زبان میں بائبل کے مختلف تراجم، اُن کی نشر و شاعت اور مسلسل نظر ثانی کے اِس پس منظر میں کئی اہم سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً بائبل کے عہد نامہ قدیم اور عہدنامہ جدید کے اُردو ترجے اَب تک کن اِرتقائی مراحل سے گزرے ہیں؟ مختلف تراجم تیار کرنے کی ضرورت اور اَسباب کیا تھے؟ اُن کی نظر ثانی کے دوران صرف زبان کو بہتر اور محاورے کو معاصر اُسلوب کے مطابق بنایا جاتا تھا یا کہ اُن کے اَصل متن میں فرق کی وجہ سے تراجم میں بھی بنیادی تبدیلیاں لائی جاتی رہی ہیں؟ اُن تبدیلیوں کو سمجھنے کے لیے اگر ہم مثال کے طور پر بائبل کے تصورِ جہنم کو لیں تو اُردو بائبلوں☆ میں اِس تصور کے لیے کیا کیا اِصطلاحات ملتی ہیں؟ اصطلاحات میں تنوع اور جدت کس میلان اور رُجحان کی نشاندہی کرتے ہیں؟ عہدنامہ قدیم اور جدید کے اُردو تراجم کا اگر تقابل کریں تو کیا اُن سب کا تصورِ جہنم اوراس کی تفصیل یکساں ہے یا مختلف؟ زیرِنظر مقالہ انہی سوالات سے بحث کرتا ہے۔ قومی اور بین الاقوامی سطح پر مکالمہ بین المذاہب کے تناظر میں یہ موضوع

۹- مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: ڈاکٹر مولوی عبد الحق، **قاموس الکتب اردو**، (کراچی: انجمن ترقی اردو، پاکستان، ط، اول ۱۹۶۱ء) جلد اول مذہبیات، ص۱۰۷۶ تا ۱۱۰۰۔ اس قاموس میں اردو زبان میں شائع کردہ عیسائیوں کی کتب کو'**تراجم توریت مقدس**'، 'تفاسیر'، 'یہودیت'، 'تراجم اناجیل'، 'خطوط مع تفسیر'، 'عیسویت'، 'جغرافیہ بائبل'، 'عیسوی عبادت'، 'مزامیر'، 'مذہبی نظمیں'، 'تعلیمات'، 'تبلیغ و وعظ'، 'مسیحی اخلاق'، 'سوانح مسیح' اور'حواریان مسیح' کے عناوین کے تحت تقریباً ایک سو نوے(۱۹۰) کتب کا بحوالہ ذکر کیا ہے؛ مزید دیکھئے: محمد عزیر، **اسلام کے علاوہ مذاہب کی ترویج میں اُردو کا حصہ**، (نئی دلی: **انجمن ترقی اردو** (ہند)، ط۲، ۱۹۸۹ء)۔ یہ کتاب دراصل مصنف کا پی ایچ ڈی کا مقالہ تھا جس پر انہیں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے ڈگری تفویض کی تھی۔اس کتاب کے صفحات از۲۲۸ تا۲۶۶ پر مصنف نے 'توریت اور انجیل کے اُردو ترجے'، 'بائبل اور اس کے مختلف حصوں کی تفسیریں'، 'متفرق کتابیں'، 'منظومات' اور'بچوں کی کتابیں' کے عناوین کے تحت عیسائیوں کی اُردو کتب کا ذکر کیا ہے۔اسی طرح کتابیات کے ضمن میں مصنف نے ۱۱۸ کتب کی تفصیل از صفحہ ۳۱۴ تا ۳۲۰ پیش کی ہے؛مزید دیکھئے: پادری برکت اللہ، تاریخ کلیسائے پاکستان، (لاہور، کلارک آباد: سینٹ پیٹرز پبلی کیشنز سوسائٹی، بار اول ۱۹۹۳ء)، ص۶۴۵ تا ۶۵۹۔اِن صفحات میں مصنف نے ''نایاب کتب'' کے تحت دوسو انہتر (۲۶۹) اردو کتب کی فہرست پیش کی ہے۔

☆ اردو میں بائبل کی جمع ''بائبلوں'' مستعمل نہیں ہے، تاہم اس مفہوم کی ادائیگی کے لیے کوئی مترادف موجود نہیں، اس لیے اسے روا رکھا گیا ہے۔ (مدیر)

بہت اہم ہے۔ بین المذاہب امن و سلامتی اور سماجی ہم آہنگی کے لیے کی جانے والی کاوشوں کے سلسلے میں اِس موضوع کی بہتر تفہیم کی ضرورت سے شاید اِنکار نہیں کیا جاسکتا۔

پہلے سوال کے بارے میں تاریخ اور تحقیق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُردو زُبان میں بائبل کے تراجم کا آغاز عہد نامہ جدید کے ترجمے سے ہوا۔ تراجم کے اِس اِبتدائی مرحلے میں ڈنمارک کے ایک پادری شلٹز (Schultze) جسے بعض مصنّفین شلٹزے بھی لکھتے ہیں کا نام سب سے پہلے لیا جاتا ہے۔ جنوبی ہندوستان کے اُردو خواں طبقہ کے لیے اُس نے عہد نامہ جدید کا ترجمہ ۱۷۳۹ء میں شروع کیا اور ۱۷۴۱ء میں مکمل کر لیا[۱۰] مگر یہ ترجمہ قابلِ قبول نہیں تھا۔ اس کے بنیادی عیب اور خامی کے بارے میں معروف مسیحی مصنف برکت اللہ (۱۸۹۱-۱۹۷۲ء)[۱۱]

۱۰- مرزا محمد عسکری، **تاریخ ادب اردو،** حوالہ مذکور، ص۱۹؛ آغا افتخار حسین، **یورپ میں اُردو،** (لاہور: مرکزی اُردو بورڈ، ط۱، ۱۹۶۸)، ص۴۷؛ برکت اللہ، **صحت کتب مقدسہ،** (لاہور: ایم آئی کے، بار دوم، ۱۹۹۹ء)، ص ۲۸۷؛ Samuel Bagster, *The Bible of Every Land* (London: Samuel Bagster and Sons, 1851), p. 80.؛ سموئیل بیگسٹر کی اسی کتاب سے استفادہ کرتے ہوئے سر سید احمد خان نے بھی بائبل کے اُن تراجم کا ذکر اپنی کتاب **تبیین الکلام فی تفسیر التوراۃ والانجیل علی ملۃ الاسلام،** جلد اول، ص۲۴۹ تا۲۶۲ میں کیا ہے جو دُنیا کی مختلف زبانوں میں عیسائی مشنریوں نے شائع کیے ہیں۔اس کتاب کے تینوں حصوں کو مکتبہ اخوت اُردو بازار لاہور نے ۲۰۰۶ء میں دو جلدوں میں شائع کیا ہے۔ ڈنمارک کے پادری Schultze کے نام کے تلفظ سے متعلق مصنّفین کے ہاں مختلف رویے ملتے ہیں بعض اِسے اُردو میں شُلٹز اور بعض شُلٹزے لکھتے ہیں۔ پادری برکت اللہ نے '**صحت کتب مقدسہ**' میں شُلٹز لکھا ہے۔ اس مقالے میں اسی تلفظ کا لحاظ رکھا گیا ہے جو ایک پادری نے دوسرے پادری کے نام کے لیے اختیار کیا۔

۱۱- پادری برکت اللہ پنجاب کے ایک شیعہ خاندان میں ۱۸۹۱ء میں پیدا ہوا۔ اس نے ۱۹۰۷ء میں عیسائی مذہب قبول کیا۔ ۱۹۴۱ء میں فلسفے میں ایم اے کیا؛ ایڈورڈ کالج پشاور میں چار سال تک پڑھایا پھر فورمین کرسچن کالج، لاہور میں آ گیا۔ اس نے لاہور، سیالکوٹ، گورداسپور، اور امرتسر میں پادری بن کر تبلیغ کی۔ ۱۹۵۱ء میں اسے امرتسر ڈایوسیز کا پہلا آرچ ڈیکن بنایا گیا جہاں سے وہ ۱۹۵۶ء میں ریٹائرڈ ہوا۔ ایک عرصے تک وہ ہنری مارٹن انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، انڈیا کے ساتھ منسلک رہا۔ ۱۹۵۶ء سے ۱۹۶۰ء تک وہاں اس نے کتب کی تیاری اور اشاعت کے شعبے میں کام کیا۔ عیسائیت سے متعلق اردو زبان میں تحقیقی انداز میں کتب لکھنے کی وجہ سے وہ بہت مشہور ہوا اور رائل ایشاٹک سوسائٹی کا فیلو بھی رہا۔ اس کی اکثر کتب مسلمانوں اور اسلام کو مخاطب کرتی ہیں۔ وہ ۸/ اکتوبر ۱۹۷۲ء کو دہلی میں فوت ہو گیا۔ (دیکھیے: Al-Basheer, The Bulletin of Christian Institute of Islamic Studies, vol. II, No. 1 Jan-Mar., 1973؛ مزید برآں دیکھیے: ایس کے داس، **تاریخ کلیسیائے پاکستان،** (لاہور: جے ایس پبلی کیشنز، ط۲، ۱۹۹۵ء)، ص ۱۹۲۔۱۹۴۔ ایس کے داس نے برکت اللہ کی تاریخ وفات ۱۹۶۰ء لکھی ہے جو کہ غلط ہے۔ وہ ۸/اکتوبر ۱۹۷۲ء کو دہلی میں فوت ہوا تھا جیسا کہ ہم نے اوپر بحوالہ لکھا ہے؛ پادری اسلم برکت، **تاریخ کلیسیائے پاکستان،** بار اول، ۱۹۹۳ء، ص۳۸۰۔۳۸۱)

نے دبے لفظوں میں کہا ہے کہ 'اس ترجمہ کی اُردو نہایت معمولی تھی'۔[۱۲] اس لیے یہ پسندیدہ نہ بن سکا۔ عہد نامہ جدید کے علاوہ شلٹز نے عہد نامہ قدیم کی کتاب پیدائش کے چند ابواب، زبور اور دانیال کی کتاب کا بھی ترجمہ کیا تھا۔ غالباً اسی صورتِ حال کے پیشِ نظر ڈاکٹر جمیل جالبی نے لکھا ہے:''اٹھارویں صدی میں اُردو میں پوری بائبل کا ترجمہ نہیں ہوا، صرف اس کے متفرق حصوں کے ترجمے ہوئے۔''[۱۳] اٹھارویں صدی میں بائبل کے اردو ترجمے کے حوالے سے مؤرخین نے شلٹز کے علاوہ کسی اور کا نام نہیں لیا۔

اُردو زُبان میں بائبل کے تراجم کا دوسرا نمایاں مرحلہ اُنیسویں صدی کی پہلی دہائی سے شروع ہوا۔اس میں کئی مترجمین کے نام ملتے ہیں۔ سب سے پہلے مرزا فطرت (محمد علی)اور کالج کے منشیوں کا نام آتا ہے۔ اُنہوں نے پہلے عہد نامہ جدید کا اردو ترجمہ کیا۔ ولیم ہنٹر (William Hunter) نے اس' ترجمے کا اصل یونانی زبان سے مقابلہ کیا اور متن پر نظر ثانی کی۔ یہ ترجمہ ۱۸۰۴ء میں کلکتہ سے شائع ہوا'۔[۱۴] مرزا فطرت وغیرہ کے بعد اُنیسویں صدی میں بائبل کے اردو تراجم سے متعلق نمایاں اور بڑا نام ہنری مارٹن(Henry Martyn) کا ہے۔[۱۵] مشہور انگریزی مجلّے 'دی مسلم ورلڈ' کے ایک مضمون نگار ایچ یو وائٹ بریخت سٹینٹن (Weitbrecht Stanton) نے لکھا ہے:

> ہنری مارٹن ۱۸۰۶ء میں ہندوستان آیا تھا۔ اس وقت اردو نثر کی شروعات
> ہو رہی تھیں جسے انگریزوں نے پٹنہ، کراچی اور پشاور میں تعلیم، ایڈمنسٹریشن

۱۲- دیکھئے: **صحت کتب مقدسہ**، ص ۲۸۸

۱۳- جمیل جالبی، **تاریخ ادبِ اُردو،** (لاہور:مجلس ترقی ادب، ط۳، ۱۹۹۴ء)، ج ۲، ص ۱۰۶۶

۱۴- آغا افتخار حسین، **یورپ میں اُردو،** ص ۴۷ ؛ برکت اللہ، **صحت کتب مقدسہ،** ص ۲۸۸۔رام بابو سکسینہ کے مطابق یہ ترجمہ ۱۸۰۵ء میں شائع ہوا تھا۔ (دیکھئے: **تاریخ ادب اردو،** حوالہ مذکور، ص۱۹)

۱۵- ہنری مارٹن ۱۸/فروری ۱۷۸۱ء کو ایک کپتان کے گھر بمقام ٹرورو (Truro) پیدا ہوا۔اس نے کیمبرج یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی اور بیس سال سے کم عمر میں نمایاں مقام حاصل کر لیا؛ اکتوبر ۱۸۰۳ء میں اسے ڈیکن بنا دیا گیا؛ ہندوستان میں ولیم کیری کے کارنامے سُن کر اُسے ہندوستان آنے کا شوق ہوا؛ہنری مارٹن اگرچہ بتیس سال کی عمر میں فوت ہو گیا لیکن وہ مسلمانوں میں تبلیغ عیسائیت کے ایک نئے دور کا افتتاح کر گیا۔(دیکھئے:ایس کے داس، **تاریخ کلیسیائے پاکستان،** حوالہ مذکور، ص ۸۷-۸۸؛ H. U. Weitbrecht Stanton, *The Urdu Language and the Urdu Bible,* The Muslim World, Hartford Seminary, USA,Vol. 19, No. 3, pp. 279-280; *A history of the British and Foreign Bible Society*(1904), vol I, pp. 275-276)

> اور باہمی رابطے کی زبان بنا دیا۔ ہنری مارٹن بنگال میں بطور عیسائی مشنری نہ آسکا تو انگریزوں کے چیپلن کی حیثیت سے متعین ہو کر آیا اور اپنا کام شروع کیا۔ لیکن جلد ہی اُسے مسلم دُنیا کو'' اصل مسیح'' کی تعلیم اور مذہب کی طرف لانے پر مقرر کر دیا گیا تا کہ مسلمان اور مسیحی لوگ محض خیالی بحثوں سے نکل سکیں ؛ اپنی ہی اردو زبان میں عیسائیوں کی کتب مقدسہ سے متعارف ہوسکیں؛ اور جناب مسیح (علیہ السلام) کو اپنا شخصی نجات دہندہ کے طور پر قبول کرسکیں۔ یہ ہنری مارٹن ہی تھا جس نے اردو میں عہدنامہ جدید کا ایک مؤثر ترجمہ مکمل کیا تھا۔[۱۶]

عہد نامہ جدید کا اردو میں ترجمہ کرنے کے لیے ہنری مارٹن نے اُردو زبان کب سیکھی ؟ ترجمے کا کیا طریقہ کار اختیار کیا؟ اس کا ترجمہ کب، کیسے اور کتنی تعداد میں شائع ہوا؟اس سلسلے میں ایچ یو وائٹ بریخت نے لکھا ہے:

> ہنری مارٹن ۱۸۰۵ء میں انگلینڈ سے روانہ ہوا؛ مئی ۱۸۰۶ء میں ہندوستان پہنچا اور اُردو سیکھنے اور عہدنامہ جدید کا ترجمہ کرنے پر توجہ مرکوز کی؛ جون ۱۸۰۷ء میں اردو زبان میں بائبل کا ترجمہ کرنے کے لیے کلکتہ بائبل سوسائٹی کی دعوت قبول کرکے ترجمے کا آغاز کیا؛بعد میں مرزا فطرت بطور چیف اُردو اسسٹنٹ اس کے ساتھ شامل کار ہوگیا؛ مارچ ۱۸۰۸ء میں عہد نامہ جدید کا ترجمہ مکمل کر لیا گیا۔ ۱۸۰۸ء اور ۱۸۰۹ء میں وہ اس ترجمہ کے مسوّدہ پر مرزا فطرت کی مدد سے نظر ثانی کرتا رہا۔ اگست ۱۸۱۰ء میں کام پایہ تکمیل تک پہنچ گیا۔ مارچ ۱۸۱۲ء میں سیرام پور میں واقع باپٹسٹ مشن پریس میں آگ لگ جانے سے اس ترجمہ کی چھپائی کا کام اگرچہ مؤخر ہوگیا لیکن ۱۸۱۴ء میں مترجم کی وفات کے دوسال بعد دو ہزار نسخوں

۱۶- دیکھیے: H. U. Weitbrecht Stanton, *The Urdu Language and the Urdu Bible*, The Muslim World, Hartford Seminary, USA, Vol. 19, No. 3, pp. 279-280.

پر مشتمل پہلا ایڈیشن پیش کر دیا گیا۔[(۱۷)]

عیسائی مصنّفین ہنری مارٹن کے کام کو ایک بڑا کارنامہ قرار دیتے ہیں کیونکہ اس نے۱۸۰۶ء تا ۱۸۱۰ء کے پانچ سالوں میں نہ صرف اُردو زبان سیکھی بلکہ اس میں عہدنامہ جدید کا ترجمہ بھی مکمل کر دیا۔ بعد میں کئی عیسائیوں نے اکیلے اور بعض نے کمیٹی کی صورت میں ہنری مارٹن کے ترجمہ پر نظر ثانی اور اشاعت کی۔ اس کی تفصیل تو اپنے مقام پر آئے گی لیکن یہاں عہد نامہ قدیم کے اردو ترجمہ کے مراحل پر نظر ڈال لینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

۱۸۱۹ء میں عہدنامہ قدیم کے اردو ترجمے کا آغاز ہوا تا کہ اُسے ہنری مارٹن کے عہد نامہ جدید کے ترجمے کے ساتھ ملا کر پوری بائبل کا اردو ترجمہ شائع کیا جا سکے۔ اسے ہم اُردو میں بائبل کے تراجم کا تیسرا مرحلہ کہہ سکتے ہیں کیونکہ اس سے پہلے پورے عہد نامہ قدیم کے اردو ترجمے کا منصوبہ نہیں بنایا گیا تھا۔ اس سلسلے میں دوبارہ مرزا فطرت کا نام آتا ہے۔ اس نے تقریباً پورے عہدنامہ قدیم کا اردو ترجمہ کرلیا تھا۔ یہ ترجمہ ڈینیل کوری (Daniel Corrie) اور تھامسن (Thomason) کے حوالے کیا گیا تا کہ وہ اس پر نظر ثانی کریں اور اسے مکمل بھی کریں۔ ۱۸۲۲ء میں عہد نامہ قدیم کی کتب خمسہ (Pentateuch) ؛ ۱۸۲۴ء میں زبور (Psalms) ؛ اور ۱۸۲۵ء میں یسعیاہ نبی کی کتاب اور امثال کی کتاب کا اردو ترجمہ شائع ہوا۔ ۱۸۲۶ء میں تھامسن کو خرابی صحت کی وجہ سے یورپ جانا پڑا۔ یورپ جانے سے پہلے وہ عہد نامہ قدیم کی کتاب ۲۔سلاطین تک ترجمہ کر چکا تھا۔ اس لیے یہ فیصلہ ہوا کہ جتنا ترجمہ تیار ہے وہ شائع کر دیا جائے۔ لہٰذا ۱۸۲۸ء میں عہد قدیم کے اُردو ترجمہ کی پہلی جلد شائع ہوگئی۔ تھامسن ۱۸۲۹ء میں فوت ہوگیا تو عہدنامہ قدیم کے بقیہ حصے کا اردو ترجمہ تاخیر کا شکار ہوگیا۔[(۱۸)] نتیجہ یہ کہ اس تیسرے مرحلے میں بھی پوری اردو بائبل تیار نہ ہو سکی۔

۱۷- ایضاً؛ مزید دیکھئے: آغا افتخار حسین، **یورپ میں اُردو**، ص۴۷-۴۸؛ برکت اللہ، **صحت کتب مقدسہ**، ص۲۸۸۔

۱۸- دیکھئے: *Contributions Towards a History of Biblical Translations in India*(Calcutta: Baptist Mission Press, 1854), pp. 61-62۔ راقم کے پاس عہد نامہ قدیم کے اس اُردو ترجمہ کی وہ جلد موجود ہے جسے کلکتہ آگزیلری بائبل سوسائٹی نے سیرام پور سے ۱۸۲۹ء میں شائع کیا تھا۔ اس کے سرورق پر لکھا ہے: ''وثیقۂ عتیق اصل عبری سے اردو زبان میں مترجم ہوا۔ پہلی جلد پیدائش سے ملوک تک''۔ یہ جلد پی ڈی ایف شکل میں ہے اور اس کے آخری صفحہ پر تھیولوجیکل سمیزری پرنسٹن کا سٹکر نظر آتا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ اس سمیزری کی لائبریری میں محفوظ ہے۔

۱۸۳۶ء میں بنارس کے عیسائی مشنریوں نے ایک کمیٹی بنائی۔ اُن کا ایک مقصد ہنری مارٹن کے اردو عہد نامہ جدید پر نظر ثانی کرنا اور دوسرا مقصد تھامسن کے عہد نامہ قدیم کے ادھورے ترجمے کو مکمل کرنا تھا۔ اسے ہم اُردو میں بائبل کے تراجم کا چوتھا مرحلہ کہہ سکتے ہیں۔ پہلے اِن مشنریوں نے اُردو عہد نامہ جدید پر نظر ثانی کر کے ۱۸۳۹ء میں شائع کر دیا۔ ۱۸۳۸ء میں جب وہ عہد نامہ قدیم کی کتاب پیدائش کے پہلے چوبیس ابواب پر نظر ثانی کر چکے تو انہیں اپنا منصوبہ ترک کرنا پڑا۔ ۱۸۴۱ء میں اسی عہد نامہ جدید کو بعد از نظر ثانی شائع کیا گیا اور وجہ یہ بتائی گئی کہ ہنری مارٹن نے اپنے ترجمہ میں بہت زیادہ فارسی اَلفاظ شامل کیے تھے جن کی وجہ سے مطالب کو سمجھنا عوام الناس کے لیے مشکل بن گیا تھا۔[۱۹] ۱۸۰۴ء سے ۱۸۴۷ء تک مکمل اُردو عہد نامہ جدید کے تقریباً سولہ ایڈیشن شائع ہوئے۔ شروع سے اب تک جتنے بھی اردو ترجمے شائع ہوئے تھے اُن کا نہ صرف رسم الخط مختلف یعنی عربی، رومن، فارسی اور دیو ناگری تھا[۲۰] بلکہ وہ بنیادی طور پر باہم مختلف تھے۔ اس سلسلے میں سموئیل بیگسٹر (Samuel Bagster) نے طویل بحث اور تجزیہ کے بعد لکھا ہے :

> It appears, therefore, that besides the version by the Rev. Henry Martyn, there are now three different versions of the Hindustani New Testament in existence; namely, the version of a Committee at Benares, the version of Mr. Buyers above noticed, and a version prepared by the Baptist Missionaries of Calcutta in 1841.[۲۱]
>
> اس لیے ایسا لگتا ہے کہ ہنری مارٹن کے ترجمہ کے علاوہ اردو عہد نامہ جدید کے تین مختلف تراجم پائے جاتے ہیں۔ یعنی بنارس کمیٹی کا ترجمہ، مسٹر بائرز کا ترجمہ اور کلکتہ کے باپٹسٹ مشنریوں کا ۱۸۴۱ء کا ترجمہ۔

۱۹- ایضاً، ص 63-64

۲۰- *Contributions Towards a History of Biblical Translations in India*, p. 66

۲۱- Samuel Bagster, *The Bible of Every Land*, (London: Samuel Bagster & Sons, 1851), p. 83

۱۸۴۲ء میں عہد نامہ قدیم کا اردو ترجمہ کافی حد تک مکمل ہو گیا۔ بیس سال قبل جس کام کو تھامسن نے شروع تو کیا تھا مگر وہ نامکمل رہ گیا تھا اسے شورمن (Shurman)، کینیڈی(Kennedy)، ولسن (Wilson)، اور ہاکنز (Hawkins) نے ۱۸۴۴ء میں مکمل کر کے شائع کیا۔ [۲۲] یہ بنارس کا ترجمہ کہلاتا ہے۔ اس طرح پوری اردو بائبل کوششوں کے چوتھے مرحلے میں شائع ہوسکی۔

پوری بائبل کا اُردو ترجمہ اگرچہ بنارس میں ہونے والے عہد نامہ قدیم کے اردو ترجمے سے جس کے پیچھے تھامسن، شورمن، کینیڈی، ولسن اور ہاکنز جیسے بڑے مشنریوں کی بھر پور لگن تھی مکمل تو ہوگیا لیکن کچھ ماہرین اُس سے مطمئن نہیں تھے بالخصوص ڈاکٹر ماتھر (R.C. Mather)۔ اس لیے اس نے بنارس کے ترجمہ پر نظر ثانی کی۔ اس کے لیے اسے تقریباً چھبیس سال لگ گئے۔ بالآخر ۱۸۷۰ء میں مرزا پور سے اُس نے اپنے ترجمہ کو رومن اور عربی رسم الخط میں شائع کر دیا۔ متأخر عیسائی مصنّفین ہنری مارٹن کے ترجمہ کے بعد ڈاکٹر ماتھر کے ترجمے کو اہم سمجھتے ہیں۔[۲۳] اسے مرزا پور کا ترجمہ بھی کہا جاتا ہے۔اسے ہم اُردو میں بائبل کے تراجم کا پانچواں مرحلہ کہہ سکتے ہیں۔

اب تک کی بحث و تجزیے سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ ہنری مارٹن کا عہدنامہ جدید کا اردو ترجمہ بہت مقبول تو ہوا لیکن اس پر کئی بار نظرثانی کی ضرورت محسوس کی گئی۔ بہر حال اس کے نظر ثانی شدہ ایڈیشن مختلف جگہوں سے شائع ہوئے۔اس کے بعد عہدنامہ قدیم کا ترجمہ بھی ہوا۔ اس کی کئی کتب علیٰحدہ اور مکمل عہد نامہ قدیم بھی شائع ہوئے۔اس کے ساتھ ساتھ اُردو بائبل مکمل بھی شائع کی جاتی رہی۔لیکن اُس اُردو بائبل پر اُنیسویں صدی کے دوران پوری مشنری باڈی کا کامل اتفاق نہ ہوسکا۔ اس لیے۱۸۹۲ء میں برٹش اینڈ فارن

۲۲- آغا افتخار حسین، **یورپ میں اُردو**، ص۴۸؛ برکت اللہ، **صحت کتب مقدسہ**، ص۲۸۸۔

۲۳- دیکھئے: برکت اللہ، **صحت کتب مقدسہ**، ص ۲۸۹؛ مزید دیکھئے: آغا افتخار حسین، یورپ میں اُردو، ص۴۸۔لیکن راقم الحروف کے پاس عہد نامہ قدیم کی ایک ایسی جلد ہے جس کے سرورق پر یہ عبارت لکھی ہے:''نارتھ انڈیا بیبل سوسیٹی کی طرف سے مرزا پور کے آرفن اسکول پریس میں ڈاکٹر میتھر صاحب کے اہتمام سے ۱۸٦۷ عیسوی میں چھاپی گئی۔'' یعنی سنہ ۱۸۷۰ء کی بجائے ۱۸٦۷ءلکھا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر ماتھر کا عہدنامہ قدیم کا ترجمہ ۱۸٦۷ء میں شائع کیا گیا۔ البتہ سوسائٹی نے عہد نامہ جدید کا اردو ترجمہ باہتمام ڈاکٹر میتھر ۱۸۷۰ء میں شائع کیا تھا۔ اس کا بھی ایک نسخہ راقم الحروف کے پاس ہے۔

بائبل سوسائٹی[۲۴] نے ایک کمیٹی کا انتخاب کیا[۲۵] جس میں ہندوستان کے مقامی عیسائی بھی شامل کیے گئے تاکہ صحتِ ترجمہ کے ساتھ ساتھ اُسلوب اور محاورے کی بہتری کے لیے اُن سے مشورے لیے جا سکیں۔سوسائٹی کا یہ اِقدام اُردو میں تراجمِ بائبل کے چھٹے مرحلے کی نشاندہی کرتا ہے۔ کام کا پہلاحصہ ۱۸۹۹ء میں مکمل ہوا اور مزید نظر ثانی کے لیے ایک عارضی اشاعت۱۹۰۴ء ہوئی اور آخر کار ۱۹۰۶ء میں وہ اُردو بائبل شائع ہوئی جو مشنریوں کی نظر میں متفق علیہ اور مستند تھی۔ وائٹ بریخت سٹینٹن کے مطابق اس بائبل سے مشنریوں کے درمیان ایک صدی پر محیط باہمی جھگڑوں اور اختلافات کا سلسلہ ختم ہو گیا۔[۲۶]

عیسائی مشنریوں کے درمیان ایک صدی تک چلنے والے جھگڑے اور اختلافات جن کی طرف وائٹ بریخت نے اشارہ کیا ہے ہمیں اگلے سوالات کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ کیا اُن جھگڑوں کے اَسباب اور وُجوہات ترجمہ کے اُصول، اُسلوب اور محاورے کا تعین تھا یا عہدنامہ قدیم کے عبرانی، لاطینی اور عہد نامہ جدید کے یونانی متون کا فرق؟ اُنیسویں صدی کے دوران بائبل کے اردو ترجمے پر پوری مشنری باڈی کا اتفاق کیوں نہیں ہوسکا تھا؟ اُن کے باہمی جھگڑوں کی اصل بنیاد کیا تھی؟ کیا یہ واقعی ختم بھی ہوئی یا نہیں؟

اِس سلسلے میں اختلافات اور جھگڑوں کی وجوہات میں اگرچہ ترجمہ کے اصول، اُسلوب اور محاورے کا تعین اور اختیار بھی شامل ہیں کیونکہ یہ قدرتی اُمور میں سے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف علاقوں کے لوگوں کی

۲۴- برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کے ذریعے ۱۹۲۷ء تک اردو بائبل کی اشاعت کی تعداد ایک لاکھ انتیس ہزار چار سو بارہ ہے۔ عہدنامہ جدید کی تعداد دو لاکھ چورانوے ہزار ایک سو چھتیس ہے۔ اس کے علاوہ مختلف اجزاء کی تعداد پنتالیس لاکھ ستاسی ہزار چھ سوسترہ ہے۔ صرف ۱۹۲۸ء میں شائع ہونے والی اردو بائبل کی تعداد دو ہزار آٹھ سوسترہ؛ عہدنامہ جدید کی تعداد چار ہزار چار سو چھیالیس اور مختلف اجزاء کی تعداد ایک لاکھ چوالیس ہزار سات سو بیس ہے۔ [دیکھئے: H. U. Weitbrecht Stanton, *The Urdu Language and the Urdu Bible*, The Muslim World, Hartford Seminary, USA, Vol. 19, No. 3, pp. 285]

۲۵- پادری برکت اللہ نے اسی سلسلے میں لکھا ہے کہ ''یہ کمیٹی پادری ایچ ای پرکنس، پادری ایچ یو وائٹ بریخٹ سٹینٹن، لالہ چندولعل، پادری آر ہاسکنس، پادری سی بی نیوٹن، پادری ٹی جے سکاٹ، پادری تارا چند، پادری جے جی ڈین، ڈاکٹر جے سی آر یونگ، پادری ڈبلیو ہوپر، پادری سی اے جنویر، پادری ڈبلیو ہانسل اور ڈاکٹر ایف جے نیوٹن پر مشتمل تھی۔ یہ نیا اردو ترجمہ ۱۸۸۱ء کے انگریزی ترجمہ پر جس کو ریوائزڈ ورشن کہتے ہیں مبنی تھا۔'' (دیکھئے: **صحت کتب مقدسہ**، ص ۲۹۰)

۲۶- دیکھئے: H. U. Weitbrecht Stanton, *The Urdu Language and the Urdu Bible*, The Muslim World, Hartford Seminary, USA, Vol. 19, No. 3, pp. 284.

بولی اور لہجے کے تقاضے بھی ان جھگڑوں کے اسباب میں شامل ہیں لیکن جو اصل حقیقت ہے وہ کچھ اور ہے۔اس کا تعلق عہد نامہ جدید کے یونانی متن سے ہے۔ اٹھارہویں صدی کے ثُلثِ اول سے اس کے تقریباً آخر تک بائبل کے تمام اُردو ترجموں کی بنیاد وہ انگریزی ترجمہ ہے جسے آتھورائزڈ ورژن کہا جاتا ہے۔ یہ آتھورائزڈ ورژن شاہ انگلستان جیمز کے حکم پر اس کی سلطنت کے باون علماء نے ۱۶۱۱ء میں تیار کیا تھا۔ اس کے بارے میں پادری برکت اللہ نے لکھا ہے :

> ... پُرانا انگریزی ترجمہ ''آتھورائزڈ وَرژن'' ۱۶۱۱ء میں کیا گیا تھا۔ ہم گذشتہ باب میں بتلا چکے ہیں کہ اُس وقت انگریز مترجمین کے پیش نظر قدیم ترین نُسخے نہ تھے...... پس ظاہر ہے کہ یہ انگریزی ترجمہ بہترین متن پر مبنی نہ تھا۔ بنارس اور مرزا پور کے اُردو ترجمے اِسی انگریزی ترجمہ کے الفاظ کے تراجم تھے۔یونانی کے ہزاروں نسخے جو اَب ہمارے پاس موجود ہیں بنارس اور مرزا پور کے ترجموں کے شائع ہونے کے بعد دستیاب ہوئے ہیں۔ پس یہ ضرورت لاحق ہوئی کہ ایک نیا ترجمہ کیا جائے جو صحیح ترین متن پر مبنی ہو۔[۲۷]

اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اُنیسویں صدی کے اِس آخری اُردو ترجمے کی ضرورت نئے یونانی متن کی وجہ سے اور آتھورائزڈ ورژن کی بجائے انگریزی ریوائزڈ ورژن کے منظر عام پر آنے کی وجہ سے پیدا ہوئی۔بائبل کے پہلے اردو ترجمے آتھورائزڈ ورژن اور اس کے لیے دستیاب یونانی متن کو سامنے رکھ کر کیے جاتے تھے جسے عموماً Textus Receptus کہتے ہیں جسے ڈیزی ڈیریس اِرَسمس (Desiderius Erasmus 1466-1536) نے تیار کیا اور ۱۵۱۶ء میں باسل (Basle) سے شائع کیا تھا۔ عہد نامہ جدید کا یہی وہ یونانی متن تھا جس کے ۱۵۱۹ء والے ایڈیشن سے مشہور پروٹسٹنٹ مصلح مارٹن لوتھر نے اپنے جرمن ترجمہ کو تیار کیا تھا؛ یہی وہ متن ہے جس کا ایک ایڈیشن ۱۵۹۸ء میں ایک عیسائی اسکالر بیزا (Beza) نے شائع کیا تھا۔انگریزی آتھورائزڈ ورژن اسی ایڈیشن پر مبنی تھا۔[۲۸] یہی وجہ ہے کہ بیسویں صدی کی اس پہلی اردو بائبل سے پہلے

۲۷- دیکھئے: **صحت کتب مقدسہ**، ص ۲۸۹

۲۸- دیکھئے: *The New Testament. The Greek Text Underlying the English Authorised Version of* 1611, (London: The Trinitarian Society, 1998), Preface.

بائبل کے عہد نامہ جدید کے جتنے بھی تراجم تیار کیے گئے وہ اسی یونانی متن اور اس کے انگریزی ترجمہ کنگ جیمز ورژن پر مبنی تھے جبکہ۱۹۰۶ء میں بائبل سوسائٹی نے جو اُردو بائبل شائع کی اس کے عہد نامہ جدید کا'' نیا اردو ترجمہ ۱۸۸۱ء کے انگریزی ترجمہ پر جس کو ریوائزڈ ورژن کہتے ہیں مبنی تھا۔''[۲۹] یہ انگریزی ریوائزڈ ورژن (RV) اس یونانی متن پر مبنی تھا جسے دو مشہور عیسائی ماہرینِ بائبل بروک فس وِسٹکٹ (Brooke Foss Westcott 1825-1903) اورفینٹن جان انتھنی ہورٹ (Fenton John Anthony Hort 1828-1892) نے ویٹی کن اور سینا کے مخطوطوں سے تیار کیا تھا۔ اس کے متعلق پادری برکت اللہ نے مزید لکھا ہے:

> بنارس اور مرزا پور کے ترجموں کے وقت قدیم اور معتبر اور صحیح نسخے مترجمین کے سامنے نہیں تھے کیونکہ وہ اُس کے بعد دستیاب ہوئے ہیں اور نہ وہ مترجمین ایسے محقق تھے کہ مختلف متنوں کی صحت کو اُصول تنقید کے مطابق جانچ سکتے..... انجیل کا جو اُردو ترجمہ اب ہمارے ہاتھوں میں ہے وہ اُس صحیح اور معتبر ترین متن کا ترجمہ ہے جو انجیل جلیل کے مصنفین نے لکھی تھی۔ جہاں تک انسانی عقل کام کر سکتی ہے اس سے زیادہ معتبر اور زیادہ صحیح عبارت روئے زمین پر موجود نہیں۔[۳۰]

اس عبارت میں پادری برکت اللہ نے دعویٰ کیا ہے کہ بیسویں صدی میں بائبل سوسائٹی کا شائع کردہ پہلا ترجمہ صحیح اور معتبر ترین متن کا ترجمہ ہے اور یہ کہ اس سے زیادہ معتبر اور زیادہ صحیح عبارت روئے زمیں پر موجود نہیں۔ یہ دعویٰ درست نہیں ہے کیونکہ ایک تو یہ انگریزی ریوائزڈ ورژن اب آسانی سے دستیاب نہیں ہے۔ اگر یہ صحیح ترین ہوتا تو ہرجگہ آسانی سے دستیاب ہوتا، چھپ نہ گیا ہوتا۔دوسرے یہ کہ بائبل کے متن سے متعلق بہت سی تحقیقات جو بعد میں مغربی علماء نے پیش کی ہیں وہ اس دعویٰ کی تردید کرتی ہیں۔اس کی کچھ تفصیل آگے آرہی ہے لیکن یہاں ایک بات اِس ترجمہ کے بارے میں ابھی رہتی ہے وہ یہ ہے کہ جس ترجمہ کے بارے میں پادری برکت اللہ نے مذکورہ بالا دعویٰ کیا ہے کئی عیسائی علماء اس سے مطمئن نہیں تھے۔ اس لیے اس پر محتاط نظر ثانی کا کام شروع ہوا۔اس سے اُردو میں تراجمِ بائبل کے ساتویں مرحلے کی نشاندہی

۲۹- دیکھئے: **صحت کتب مقدسہ**، ص ۲۹۰

۳۰- دیکھئے: **صحت کتب مقدسہ**، ص ۲۹۰-۲۹۱

ہوتی ہے۔ ۱۹۲۱ء میں ایک کمیٹی نے یوئیل واعظ لال(Joel Waiz Lal) کی چیئرمین شپ میں کام پھر شروع کیا۔ ۱۹۲۴ء میں اس کی وفات کے بعد پروفیسر محمد اسمٰعیل صدر مترجم مقرر ہوئے۔ یہ کام جاری رہا اور ۱۹۲۸ء میں نظر ثانی شدہ ترجمہ پریس میں جا پہنچا۔[۳۱]

یہاں تک ہم نے بائبل کے جتنے تراجم پر بحث و تجزیہ پیش کیا ہے وہ عیسائیوں کے پروٹسٹنٹ فرقہ کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ بیسویں صدی میں کیتھولک عیسائیوں نے بھی اُردو میں اپنی بائبل کے دو ترجمے پیش کیے۔دوسرا ترجمہ اِس وقت 'کلام مقدس' کے نام سے بازارمیں دستیاب ہے۔ اِن دو تراجم کی تاریخ پروٹسٹنٹ بائبل کے اُردو تراجم کی تاریخ کے مقابلے میں بہت مختصر ہے اور ایک منفرد رُجحان کی نشاندہی کرتی ہے۔ عہدنامہ جدید کا پہلا کیتھولک اُردو ترجمہ آگرہ ہندوستان میں ہواجسے بشپ ہارٹ مین نے لاطینی سے کیا تھا جبکہ عہد نامہ قدیم کا ترجمہ فادر ونسنٹ اور ڈاکٹر عطارد نے کیا۔ ڈاکٹر عطارد کیتھولک عربی ترجمہ سے جبکہ ونسنٹ لاطینی سے ترجمہ کرتا تھا۔ انہوں نے پروٹسٹنٹ اُردو ترجمہ سے بھی خاصی مدد لی۔ عہد نامہ قدیم کا یہ اردو کیتھولک ترجمہ چار جلدوں میں ۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۵ء میں شائع کیا گیا۔ کیتھولک عیسائیوں نے اپنی بائبل کا دوسرا اُردو ترجمہ پاکستان میں کیا۔ اس کا پہلا ایڈیشن روما میں ۱۹۵۸ء میں طبع ہوا۔[۳۲]

اُردو میں بائبل کے تراجم کا آٹھواں مرحلہ اِکیسویں صدی کے عشرۂ اول سے شروع ہوتا ہے۔اس مرحلے میں پروٹسٹنٹ عیسائیوں کے ہاں اُردو زبان میں مزید دو تراجم پیش کیے گئے ہیں۔ یہ دونوں ترجمے دو نئے میلانات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ایک ترجمے کو نیو اردو بائبل ورژن (NUBV) کا نام دیا گیا ہے۔ یہ دراصل انگریزی بائبل نیو انٹرنیشنل ورژن کا اردو ترجمہ ہے جو بیسویں صدی کے رُبعِ آخیر میں(عہد نامہ جدید ۱۹۷۳ء میں جبکہ عہد نامہ قدیم ۱۹۷۸ء میں) شائع کی گئی۔ نیو انٹرنیشنل ورژن کے پیش لفظ (Preface)

۳۱- دیکھئے: H. U. Weitbrecht Stanton, *The Urdu Language and the Urdu Bible*, The Muslim World, Hartford Seminary, USA, Vol. 19, No. 3, pp. 285؛ پادری برکت اللہ نے لکھا ہے کہ اس محتاط نظر ثانی کی کمیٹی مختلف اوقات میں پادری ولیم میچن، بشپ سی ڈی راکی، ڈاکٹر عنایت اللہ ناصر، پادری دینا ناتھ گوڑ دہلوی، اور پادری برکت اللہ پر مشتمل تھی۔ (دیکھئے: **صحت کتب مقدسہ**، ص ۲۹۱)

۳۲- پال ارنسٹ کے مطابق اِس ترجمہ کی کمیٹی چار افراد یعنی فادر سلواتر، فادر لبیرئیس پیٹرسن، فادر ایورسٹ اور پال ارنسٹ پر مشتمل تھی۔ فادر سلواتر کو کمیٹی کا صدر جبکہ فادر لبیرئیس کو چیف مترجم بنایا گیا۔ ساری بائبل کا یہ ترجمہ اصل عبرانی اور یونانی زبانوں سے کیا گیا۔دیکھئے: پال ارنسٹ، **خدا کی کتاب**، (کراچی: کیتھ کیٹیکل سنٹر، بار اول، ۱۹۸۵ء)، ص ۶۴۔۶۵

میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ اُسے تیار کرنے کے لیے مختلف ممالک اور مختلف عیسائی فرقوں کے ایک سو سے زائد ماہرین نے شرکت کی تھی۔ انہوں نے اُس وقت دستیاب بہترین عبرانی، آرامی اور یونانی متون کو سامنے رکھا۔ عہد نامہ قدیم کے عبرانی متن (Kittel's Biblia Hebraica) کو معیاراور بنیاد بنایا گیا جس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۰۶، دوسرا ۱۹۱۳ء اور تیسرا ایڈیشن بہت سی تبدیلیوں کے ساتھ۱۹۳۷ء میں رڈلف کِٹل (Rudolf Kittel) کی کاوشوں سے شائع ہوا تھا جبکہ عہد نامہ جدید کے لیے کسی خاص یونانی متن کو بنیاد بنانے کی بجائے انہوں نے دستیاب مخطوطوں سے براہ راست استفادہ کیا۔ جہاں مخطوطوں میں واضح اختلاف ہوتا مترجمین جدید تنقید کے اُصولوں کی پیروی کرتے ہوئے عہد نامہ جدید کے متن کی عبارت کا انتخاب خودکرتے۔[۳۳] گویا اُن مترجمین کو کوئی متفق علیہ یونانی متن دستیاب نہیں تھا۔ بہر حال اِس طریقے سے تیار ہونے والی انگریزی بائبل (NIV) سے نیو اردو بائبل ورژن کو ترجمہ کرکے ۲۰۰۵ء میں شائع کیا گیا۔

اکیسویں صدی کے عشرہ اول میں پروٹسٹنٹ عیسائیوں کے دوسرے ترجمے کو اردوجیو ورژن (UGV) کا نام دیا گیا ہے۔ اس کا عہد نامہ جدید ۲۰۰۹ء میں جبکہ عہد نامہ قدیم ۲۰۱۰ء میں شائع کیا ہے۔ اس کے ناشرین نے صفحۂ عنوان پرلکھا ہے کہ یہ ترجمہ اصل عبرانی، آرامی اور یونانی متن سے کیا گیا ہے۔ ’حرف آغاز‘ کے تحت ناشرین نے بتایا ہے کہ اُن کے سامنے دو سوال تھے۔ ایک یہ کہ اصل متن کا صحیح صحیح ترجمہ کیا جائے۔ دوسرا یہ کہ ترجمہ میں خوبصورتی اور چاشنی برقرار رہے۔ لہٰذا اُنہوں نے اردو زبان کی رعایت کرتے ہوئے اصل زبان کے قریب رہنے کی کوشش کی ہے۔[۳۴] انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ انہوں نے عہد نامہ قدیم کے لیے کس عبرانی متن اور عہد نامہ جدید کے لیے کس آرامی اور یونانی متن کو سامنے رکھا ہے۔ اُن پر اس سوال کا جواب واضح کرنا بہت ضروری تھا کیونکہ مذکورہ بحث سے ایک حد تک یہ حقیقت سامنے آچکی ہے کہ بائبل کے مترجمین کوعبرانی، آرامی اور یونانی زبانوں میں بائبل کے متعدد متون دستیاب ہیں۔

یہاں تک ہم نے اردو زبان میں بائبل کے تراجم کاارتقاء اور اُس کا تذکرہ و تجزیہ از۱۷۳۹ء تا ۲۰۱۰ء

۳۳- دیکھئے; *The Holy Bible*, New International Version, (USA: International Bible Society; 1984), Preface

۳۴- دیکھئے: **کتاب مقدس**، اردو جیو ورژن (UGV)، (لاہور: مکتبہ جدید پریس برائے جیو لنک ریسورس کنسلٹینٹس، ط۱، ۲۰۱۰ء)، ص ۷، یہ بائبل انٹرنیٹ کی ویب سائیٹ: http://urdugeoversion.com اور http://www.lanz.li/geo/urdu-geo-version.pdf پر بھی دستیاب ہے

پیش کیا ہے اور یہاں ہمارے موضوع کا پہلا حصہ ختم ہوتا ہے۔ اس کے بعد ہم موضوع کے دوسرے حصے یعنی تصور جہنم کی طرف توجہ کرتے ہیں تاکہ اس موضوع کے ذریعے یہ واضح ہو سکے کہ مختلف تراجم سے بائبل کے موضوعات پر کیا اثر پڑا؟

عیسائی بھی آخرت میں اعمال کی جوابدہی پر ایمان رکھتے ہیں۔(۳۵) مسلمانوں کے مطابق بُرے اعمال کی پوری پوری اور ہر لحاظ سے عادلانہ سزا کا آخری مقام جہنم ہے۔جہنم کا عقیدہ اور کامل تصور انسان کی عملی زندگی پر بہت اثر انداز ہوتا ہے۔حقوق کے حصول اورفرائض کی ادائیگی کے وقت دینی اور مذہبی مزاج کے افراد اس سے غافل نہیں ہوتے۔اسی طرح عدل و انصاف کو رواج دینے میں بھی خدا خوفی اورجہنم کے وجود پر ایمان بہت اہم کردار ادا کرتا ہے اور معاشرے میں امن و سلامتی کے حصول کا اس عقیدے سے گہرا تعلق ہے۔

اس اہمیت کے پیشِ نظر یہ مقالہ اب اِن سوالات کے جوابات کو تلاش کرتا ہے کہ۱۷۳۹ء سے۲۰۱۰ء تک اردوزبان میں شائع کیے جانے والے بائبل کے مختلف تراجم میں جہنم کے لیے کیا کیا اِصطلاحات اِختیار کی گئی ہیں؟اُن اصطلاحات اور خاص الفاظ سے کیسا تصورِ جہنم بنتا ہے؟ عہد نامہ قدیم اور جدید کے متعدد قدیم اور معاصر اُردو تراجم کی اُن عبارتوں کا تقابل کریں جن میں یہ اصطلاحات ملتی ہیں تو کیا اُن سب کا تصور جہنم یکساں ہے یا کہ مختلف؟ معاصراور ابتدائی اردو بائبلوں کے تصورِ جہنم میں اگر کوئی فرق ہے تو اس کی نوعیت کیا ہے؟زیرِنظر موضوع کے تقابلی مطالعے سے کیا اہم نتائج سامنے آتے ہیں؟ یہ سوالات بہت اَہم ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ دُنیا بھر کے مسیحیوں کی طرح پاک وہند کے مسیحیوں کی بھی تقریباً پوری آبادی چونکہ اصل عبرانی اور یونانی بائبلوں سے استفادہ کی بجائے صرف تراجم پر اِکتفا کرتی ہے اِس لیے اٹھارہویں سے اِکیسویں صدی کے عشرہ اَوّل تک کیتھولک اور پروٹسٹنٹ عیسائیوں نے بائبل کے متعدد اُردو تراجم شائع کیے۔ یہ مختلف بائبلیں جہنم سے متعلق اصل عبرانی اور یونانی اصطلاحات کا ترجمہ اُردو زبان کے مختلف الفاظ و اصطلاحات سے کرتی ہیں۔ یہ خاص الفاظ و اصطلاحات اکیسویں صدی کے عشرہ اول تک شائع کیے جانے والے بائبل کے تراجم میں بدلتے رہے ہیں۔اِن تبدیلیوں کی وجہ سے اُردو بائبلوں کی اُن عبارات اور بیانات کا مجموعی معنی ومفہوم بھی بدلا ہے جن میں جہنم کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ یہ صورت حال مسیحیت کے تصورِ

۳۵- دیکھئے: **رومیوں کے نام خط**،۱۴: ۱۰-۱۲

جہنم میں اِرتقاء واختلاف کی نشاندہی کرتی ہے۔ آئندہ سطور میں اِجمال کی تفصیل پیش ہے۔

اُردو کے تصورِ جہنم میں اِرتقاء و اختلاف کی تفصیل اور جائزہ پیش کرنے سے پہلے یہ مناسب ہے کہ ہم انگریزی آتھورائزڈ ورژن سے بحث کا آغاز کریں کیونکہ بائبل کے ابتدائی اردو تراجم اِسی سے تیار ہوئے تھے اور اس لیے بھی کہ یہ پس منظر ہمیں اردو تراجم کے تصورِ جہنم کے تاریخی سفر کو اچھی طرح سمجھنے میں ضروری بنیاد بھی فراہم کرتا ہے۔

آتھورائزڈ ورژن (AV) کے عہد نامہ قدیم میں 'جہنم'

آتھورائزڈ ورژن کا دوسرا نام کنگ جیمز بائبل بھی ہے کیونکہ یہ شاہ انگلستان جیمز کے حکم پر تیار اور ۱۶۱۱ء میں شائع ہوئی۔ اُنیسویں صدی کے رُبع ثالث میں کچھ عیسائی علماء جن میں ہورٹ اور ویسٹکٹ نمایاں ہیں اِس بائبل اور اس کے یونانی متن پر شدید نوعیت کے سوالات اُٹھانے لگے۔ معاملہ یہاں تک پہنچا کہ انہوں نے انجیل کے یونانی متن پر نظرثانی کی، ضروری ترامیم اور حذف و اضافے کیے اور پھر اُس سے ۱۸۸۱ء میں انگریزی زبان میں بائبل کا رِیوائزڈ ورژن (RV) شائع ہوا۔[۳۶] ریوائزڈ ورژن بائبل کی اشاعت سے قبل کے تصورِ جہنم کو سمجھنے کے لیے اگر کنگ جیمز بائبل کے عہد نامہ قدیم میں لفظِ Hell کو تلاش کیا جائے تو یہ اُس کی دس کتب یعنی کتاب استثناء (Deuteronomy)، سیموئیل دوم (Samuel-2)، ایوب (Job)، زبور (Psalms)، اَمثال (Proverbs)، یسعیاہ (Isaiah)، حزقی ایل (Ezekiel)، عاموس (Amos)، یوناہ (Jonah) اور حبقوق (Habakkuk) میں کل اکتیس بار ملتا ہے۔[۳۷] آتھورائزڈ ورژن کی اُن اکتیس ورسوں کے ترجمہ کو ایک جگہ جمع کریں تو جہنم، جہنم کے عذاب، جہنمیوں کی اَنواع اور اُن کے اَعمال سے متعلق درج ذیل باتیں سامنے آتی ہیں:

۳۶- انجیل کے یونانی متن پر نظر ثانی، ترامیم اور اس سے تیار کی جانے والی ریوائزڈ ورژن بائبل بہت متنازع کام ثابت ہوئے۔ جان ڈین ولیم برگن (Dean John William Burgon 1813-1888) نے ویسٹکٹ اور ہورٹ کے رد میں ساڑھے پانچ سو صفحات پر مشتمل ایک کتاب ''*The Revision Revised*'' ۱۸۸۳ء میں شائع کی۔ انجیل کے یونانی متن کی اصلیت پر عیسائی علماء کے اختلافات اور تنازعات کا اندازہ کرنے کے لیے یہ کتاب بہت مفید ہے

۳۷- تفصیل دیکھیے: **آتھورائزڈ ورژن:** تثنیہ۲۲:۳۲؛ ۲ سموئیل ۶:۲۲؛ **ایوب** ۸:۱۱؛ ۶:۲۶؛ **زبور** ۹: ۱۷؛ ۱۶: ۱۰؛ ۱۸: ۵؛ ۱۵:۵۵؛ ۸۶: ۱۳؛ ۱۱۶: ۳؛ ۱۳۹: ۸؛ امثال ۵:۵؛ ۷:۲۷؛ ۹:۱۸؛ ۱۵:۱۱، ۲۴؛ ۲۳:۱۴؛ ۲۷: ۲۰؛یسعیاہ ۵:۱۴؛ ۹:۱۴، ۱۵؛ ۲۸: ۱۵، ۱۸؛ ۹:۵۷؛ حزقی ایل۳۱:۱۶، ۱۷؛ ۳۲:۲۱، ۲۷؛ عاموس ۹:۲؛ یوناہ ۲:۲؛ حبقوق ۵:۲

جہنم ایک گہری جگہ ہے؛ یہ اتنی وسیع اور کھلی ہے کہ کبھی نہیں بھرتی؛ اس میں خدا کے غصہ کی آگ ہے، یہ آگ اُن لوگوں کو جلا کر بھسم کر دے گی جو خدا کے باغی اور اُس کی نظر میں بُرے ہے۔ جہنم میں بہت دُکھ اورغم ہیں۔ اُس میں بستر بچھائے جاتے ہیں۔ یہ خدا کے حضور کھلی ہے۔

شریر اور خدا کو بھُلانے والی قومیں جہنم میں جائیں گی؛ بیگانہ عورت کے قدم ایک مرد کو جہنم تک پہنچا کر چھوڑتے ہیں؛ پرائی عورت کا گھر جہنم کا راستہ ہے، احمق عورت کے مہمان جہنم کی گہرائیوں میں پڑتے ہیں، وہ لوگ جن کی محفلوں میں بربط، ستار، دف، بین بانسری اور شراب جیسی چیزیں ہوتی ہیں اُن کے لیے جہنم خود کو وسیع کرتا اور اپنا منہ بے انتہا کھولتا ہے، عیاش ومتکبر اُس میں ڈالے جائیں گے، بے انصاف، غاصب، قاہر اور ظالم حکمرانوں اور بادشاہوں کا استقبال کرنے کے لیے جہنم بے قرار ہے۔ اُس کے کیڑے اُنہیں آگے پیچھے ہر طرف سے لپٹ جائیں گے، اپنے تخت کو ستاروں سے بھی زیادہ بلند کرنے کے خواہش مند متکبر لوگ جہنم میں ڈال دیے جائیں گے، شاہِ مصر فرعون اور اس کے متکبر اور مغرور درباریوں، ہمنواؤں اور دست و بازوؤں کو جہنم میں ڈال دیا گیا۔ وُہ طاقتور جنہوں نے اُن کی مدد کی تھی وہ جہنم کی گہرائی میں جا پڑے ہیں، نامختونوں اور بڑے بڑے طاقتوروں کو اُن کے ہتھیاروں سمیت جہنم میں ڈال دیا گیا۔ یہ زندوں کی سرزمین پر بڑے دہشت گرد تھے۔

بنی اسرائیل بت پرستی میں پڑ کر احکام خداوندی سے منحرف ہو گئے تو خدا نے فرمایا کہ یہ اگر مجھ سے بھاگ جانے کے لیے جہنم میں کیوں نہ جا چھپیں میرا ہاتھ اُن تک پھر بھی پہنچ جائے گا۔ اُن کے ایک قبیلہ بنی افرائیم کے حکمران اور رہنما شرابی، اُن کے کاہن شراب کے نشہ میں مست اورارَبابِ حل وعقد جب خدا تعالیٰ کے اَحکام کو بھول کر سرکشی کی حدیں پھلانگ گئے تو انہیں کہا گیا کہ ان پر سزا کا سیلاب آئے گا اور جہنم کے ساتھ انہوں نے جو معاہدے کر رکھے ہیں انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے۔ یہودی خدا کے احکام کی خلاف ورزی میں اس حد تک پہنچ گئے کہ انہوں نے جہنم میں اپنا ٹھکانا بنا لیا۔

البتہ صاحبِ عقل کا راستہ اوپر کو جاتا ہے تاکہ وہ نیچے جہنم میں نہ گرے بلکہ اُس سے دور چلا جائے، لڑکوں کی تادیب و تربیت میں چھڑی کا استعمال کرنا چاہئے تاکہ ان کی ارواح کو جہنم سے بچایا جا سکے، داؤد علیہ السلام کو جہنم کے دُکھوں نے جکڑ لیا تھا؛ انہوں نے اپنے دشمنوں کے لیے بد دعا کی کہ خدا اُنہیں جہنم کی گہرائی میں ڈال دے، خدا نے حضرت داؤد پر بڑا کرم فرمایا اور اُن کی روح کو جہنم سے نجات دی، جب یوناہ نے جہنم کی تہہ سے خدا تعالیٰ کو پکارا تو اُس نے اُس کی فریاد سنی۔

آتھورائزڈ ورژن کی عبارات کے تجزیے سے اس کے عہد نامہ قدیم کا یہ تصورِجہنم سامنے آتا ہے: جہنم میں خدا کے غصہ کی آگ ہے، جہنم میں دُکھ اورغم ہیں، اس کی کوئی چیز خدا سے پوشیدہ نہیں ہے، جہنم میں بستر بھی ہیں، جہنم اتنی وسیع اور کھلی ہے کہ کبھی نہیں بھرتی، جہنم میں کیڑے بھی ہیں جوجہنمیوں کو آگے پیچھے ہر طرف سے لپٹ جائیں گے۔

اس تجزیے سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جو لوگ خدا کے باغی ہیں، جو لوگ اَیسے کام کرتے ہیں جوخدا کی نظر میں بُرے ہیں، شریر اور خدا کو بھُلا دینے والی تمام قومیں، بیگانہ اور پرائی عورت سے ناجائزتعلقات قائم کرنے والے مرد، احمق عورت کے مہمان بننے والے مرد، بربط، ستار، دف، بین بانسری اورشراب جیسی چیزوں سے اپنی محفلوں کوسجانے والے، بے انصاف اور غاصب حکمران؛ قاہر اور ظالم بادشاہ، اپنے تخت و تاج کو بلند کرنے والے متکبر، شراب کے نشہ میں مست رہنے والے سیاسی اور دینی قائدین، بت پرست اور خدا کی عبادت کے لیےمختص عبادت گاہوں کوصنم خانے بنانے والے، جادوگر، زنا کار اور خدا کی حدوں کو پامال کرنے والے؛ اورمخلوق خدا میں دہشت گردی کرنے والے لوگ جہنم میں جائیں گے۔

آتھورائزڈ ورژن کے عہد نامہ قدیم سے حاصل ہونے والی اِن معلومات کے بعد اَب ہم اُسی کے عہد نامہ جدید میں جہنم کی تفصیل کا جائزہ لیں تو صورت حال کچھ یوں بنتی ہے۔

آتھورائزڈ ورژن (AV) کے عہد نامہ جدید میں جہنم

آتھورائزڈ ورژن کے عہد نامہ جدید میں تصور جہنم کا تذکرہ اُس کی تین اناجیل،دو کتابوں اور دو خطوط یعنی متی (Matthew)، مرقس (Mark)، لوقا (Luke)، اعمال (Acts)، یعقوب (James)، پطرس (Peter) کا دوسرا خط اور مکاشفہ (Revelation) میں تیئیس بار ملتا ہے۔[۳۸] اُن تیئیس ورسوں کے ترجمے کو ایک جگہ جمع کریں تودرج ذیل باتیں سامنے آتی ہیں:

حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ جوشخص اپنے بھائی کو احمق کہے گا وہ آتش جہنم میں جانے کے خطرے میں ہے، دہنی آنکھ اور دہنے ہاتھ اگرٹھوکر کھلائیں تو انہیں کاٹ کر پھینک دو کیونکہ یہ بہتر ہے کہ ایک عضو جاتا رہے بجائے اِس کے کہ اُس کی موجودگی میں سارا بدن جہنم میں ڈال دیا جائے، خدا روح اورجسم کو

۳۸- مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: **آتھورائزڈ ورژن:** متی ۵:۲۲، ۲۹،۳۰؛ ۱۰:۲۸؛ ۲۳:۱۱؛ ۱۶:۱۸؛ ۱۸:۹؛ ۲۳:۱۵، ۳۳؛ مرقس ۹:۴۳، ۴۵، ۴۷؛ لوقا ۱۰:۱۵؛ ۱۲:۵؛ ۱۶:۲۳؛ اعمال ۲:۲۷، ۳۱؛ یعقوب ۳:۶؛ ۲ پطرس ۲:۴؛ مکاشفہ ۱:۱۸؛ ۶:۸؛ ۲۰:۱۳، ۱۴

جہنم میں ہلاک کر سکتا ہے ؛ کفرنحوم (Capernaum) شہرجہنم میں ڈالا جائے گا، Peter پر جہنم کے دروازے غالب نہ آئیں گے۔ یہودیوں کے ریاکار فقیہ اور فریسی دُور دراز کے سفروں کے بعد جب کسی کو اپنا مرید بنا لیتے تو اُسے اپنے سے دُگنا جہنم کا فرزند بنا دیتے،وہ سانپ اور افعی کے بچے ہیں جو جہنم کی سزا سے نہیں بچیں گے۔

بے رحم دولت مند جہنم کے عذاب میں جا پڑیں گے، حضرت داوٗد علیہ السلام کی روح کو جہنم میں نہ چھوڑے گا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی نہ تو روح کو جہنم میں چھوڑا جائے گا اور نہ ہی اُن کا جسم وہاں سڑنے کی نوبت کو پہنچے گا۔ زبان جہنم کی آگ سے جلتی رہتی ہے۔ کچھ فرشتے ایسے بھی تھے جنہوں نے گناہ کیا تھا خدا نے اُنہیں جہنم کے تاریک غاروں میں ڈال دیا۔ وہ وہاں عدالت کے دن تک قید میں رہیں گے۔ جہنم کی کنجیاں بھی ہوتی ہیں، جہنم ایک جگہ سے دوسری جگہ چل کر جا سکتی ہے، جہنم میں ڈالے گئے مُردے انصاف کرنے والوں کے حوالے کئے جائیں گے، موت اور جہنم کو آگ کی جھیل میں ڈال دیا جائے گا۔

آتھورائزڈ وَرژن کی عبارات کے مطالعہ سے جہنم کی ساخت سے متعلق اس کے تاریک غاروں کے سِوا براہِ راست کچھ نہیں ملتا۔ جہنم کی کنجیوں کا ذکر ہوا ہے جن سے تالوں اور دروازوں کی طرف ذہن جا سکتا ہے، ایک عبارت میں جہنم کے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کا ذکر ہوا ہے جس سے اُس کے متحرک ہونے کا پتہ چلتا ہے، اور ایک عبارت میں اُسے آگ کی جھیل میں ڈالے جانے کا ذکر ہوا ہے جس سے یہ علم ہوتا ہے کہ آخرت میں آگ صرف جہنم میں نہیں ہوگی بلکہ اُس سے بڑا کوئی مکان ہے جس میں خود جہنم کو بھی ڈال دیا جائے گا۔ جہنم کے دَرکات اور طبقات کا ذکر جس طرح قرآن و حدیث میں ہوا ہے اس طرح عہد نامہ جدید میں کچھ نہیں ملتا۔ جہنم میں جانے کے صرف تین اَسباب کا علم ہوتا ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کو احمق کہے، جو رِیا کاری اور منافقت کریں، اور جو دولت مند بے رحم ہوں گے وہ جہنم کے عذاب میں پڑیں گے۔

ان عبارات کے مطابق حضرت داوٗد اور عیسیٰ علیہما السلام بھی جہنم میں جائیں گے مگر انہیں وہاں سے نکال لیا جائے گا۔ بعض فرشتے بھی جہنم میں ڈالے گئے۔ حالانکہ قرآن وحدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور فرشتے معصوم ہیں۔ لہٰذا عہد نامہ جدید کی یہ تعلیم اُن کی عصمت کے خلاف ہے۔

آتھورائزڈ وَرژن کی بنیاد پر سامنے آنے والے اِس قدیم تصورِ جہنم اور اس کا تجزیہ ملاحظہ کرنے کے بعد آیئے اب یہ دیکھیں کہ اس کے بعد پیش کی جانے والی اُردو بائبلوں میں کیا اِرتقائی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں؟

اردو بائبلوں کا تصورِ جہنم

اردو بائبلیں چونکہ زیادہ تر انگریزی اور کچھ عربی بائبلوں کے زیرِ اثر تیارہوئیں ہیں[۳۹] اور تعداد میں نسبتاً کم بھی ہیں اِس لیے یہ تصورِ جہنم کے اِرتقاء میں وُہ مراحل اور تنوع پیش نہیں کرتیں جو انگریزی زبان کی بائبلوں میں پائے ہیں۔[۴۰] اس کے باوجود بھی اُن کے تصورِ جہنم میں ایک گونہ اِرتقاء، جدّت اور تنوع موجود ہے۔اس سلسلے میں بحث، تجزیے اور تحلیل سے پہلے درج ذیل جدول کو ملاحظہ کر لینا مابعد کے مطالب کو واضح کرنے میں کافی ممدو معاون ثابت ہوسکتا ہے۔

ورس/ بائبل	وثیقہ عتیق ۱۸۲۹ء	پرانا عہد نامہ ۱۸۶۷ء	کتاب مقدس ۱۹۰۰ء	کلام مقدس ۱۹۵۶ء	نیو اردو بائبل ۲۰۰۵ء	اردو جیو ورژن ۲۰۱۰ء
تثنیہ ۲۲:۳۲	جہنم	جہنم	پاتال	عالم اسفل	پاتال	پاتال
۲ سموئیل ۶:۲۲	جہنم	گور	پاتال	عالم اسفل	پاتال	پاتال
ایوب ۸:۱۱		پاتال	پاتال	عالم اسفل	پاتال	پاتال
ایوب ۶:۲۶		پاتال	پاتال اورجہنم	عالم اسفل	پاتال اورجہنم	پاتال
زبور ۹: ۱۷		جہنم	پاتال	عالم اسفل	عالم اسفل	پاتال
زبور ۱۶: ۱۰		قبر	پاتال	عالم اسفل	پاتال	پاتال
زبور ۱۸: ۵		قبر	پاتال	عالم اسفل	پاتال	پاتال
زبور ۱۵:۵۵		پاتال	پاتال	عالم اسفل	پاتال	پاتال
زبور ۸۶: ۱۳		پاتال	پاتال	عالم اسفل	پاتال	پاتال
زبور ۱۱۶: ۳		قبر	پاتال	عالم اسفل	پاتال	پاتال
زبور ۱۳۹: ۸		پاتال	پاتال	عالم اسفل	پاتال	پاتال
امثال ۵:۵		جہنم	پاتال	عالم اسفل	پاتال	پاتال

۳۹- دیکھئے: برکت اللہ، حوالہ سابقہ، ص۲۹۰؛ مزید دیکھئے: پال ارنسٹ، **خدا کی کتاب**، حوالہ مذکور، ص۶۴

۴۰- تفصیل کے لیے دیکھئے : خورشید احمد سعیدی، **''بیسویں صدی کی معروف انگریزی بائبلوں کا تصورِ جہنم''** (کراچی: شیخ زاید اسلامک سنٹر، کراچی یونیورسٹی، ۲۰۱۰ء)، جلد۲۴، ص۵۲-۶۹

امثال ۷:۲۷		پاتال	پاتال	عالم اسفل	پاتال	پاتال
امثال ۹:۱۸		جہنم	پاتال	عالم اسفل	پاتال	پاتال
امثال ۱۵:۱۱		پاتال	پاتال اور جہنم	عالم اسفل اور ابدون	پاتال اور جہنم	پاتال اور عالم ارواح
امثال ۱۵:۲۴		جہنم	پاتال	عالم اسفل	قبر	پاتال
امثال ۲۳:۱۴		جہنم	پاتال	عالم اسفل	پاتال	موت
امثال ۲۷: ۲۰		پاتال	پاتال	عالم اسفل	پاتال	پاتال
یسعیاہ ۵:۱۴		پاتال	پاتال	عالم اسفل	پاتال	پاتال
یسعیاہ ۱۴:۹		پاتال	پاتال	عالم اسفل	پاتال	پاتال
یسعیاہ ۱۴:۱۵		پاتال	پاتال	عالم اسفل	پاتال	پاتال
یسعیاہ ۲۸: ۱۵		عالم غیب	پاتال	عالم اسفل	پاتال	پاتال
یسعیاہ ۲۸: ۱۸		عالم غیب	پاتال	عالم اسفل	پاتال	پاتال
یسعیاہ ۵۷:۹		جہنم	پاتال	عالم اسفل	پاتال	پاتال
حزقی ایل ۳۱:۱۶		پاتال	پاتال	عالم اسفل	قبر	پاتال
حزقی ایل ۳۱:۱۷		پاتال	پاتال	عالم اسفل	قبر	وہاں جہاں
حزقی ایل ۳۲:۲۱		پاتال	پاتال	عالم اسفل	پاتال	پاتال
حزقی ایل ۳۲: ۲۷		پاتال	پاتال	عالم اسفل	قبر	پاتال
عاموس ۹:۲		پاتال	پاتال	عالم اسفل	قبر	پاتال
یوناہ ۲:۲		پاتال	پاتال	عالم اسفل	پاتال	پاتال
حبقوق ۲:۵		پاتال	پاتال	عالم اسفل	قبر	پاتال

اِس جدول میں اُنیسویں، بیسویں اور اکیسویں صدی کے چھ تراجم شامل ہیں۔ پہلے تیار ہونے والے

وثیقہ عتیق مطبوعہ ۱۸۲۹ء نے جہنم کو بحال رکھا ہے۔[۴۱] عہد نامہ قدیم مطبوعہ ۱۸۶۷ء نے hell کی بجائے صرف جہنم نہیں بلکہ 'گور، پاتال، قبر اور عالم غیب' کی اصطلاحیں بھی استعمال کیں۔[۴۲] تاہم بائبل کے اردو تراجم میں اِس وقت زیادہ مشہور پروٹسٹنٹ مسیحیوں کی 'کتاب مقدس' تیار شدہ ۱۹۰۰ء ہے۔ اِس نے Hell کے بدلے عہد نامہ قدیم میں صرف دو اصطلاحات اختیار کیں ہیں یعنی پاتال اور جہنم۔[۴۳] جبکہ اردو خواں کیتھولک عیسائیوں کی بائبل 'کلام مقدس'، مطبوعہ ۱۹۵۶ء کے عہد نامہ قدیم میں محض ایک اصطلاح یعنی 'عالم اسفل' اختیار کی گئی ہے۔[۴۴] مزید برآں کتاب مقدس نے امثال ۱۵:۱۱ میں 'پاتال اور جہنم' اور کلام مقدس نے 'عالم اسفل' اور 'ابدّ ون' استعمال کیا ہے۔

'کتاب مقدس' چونکہ بیسویں صدی کے آغاز ہی میں تیار ہو کر شائع ہوئی تھی اس لیے ۱۸۸۱ء میں شائع کی گئی انگریزی بائبل Revised Version کا اس پر نہ صرف بہت زیادہ اثر ہوا بلکہ یہ تقریباً اسی کا ترجمہ ہے۔[۴۵] 'کلام مقدس' کو بیسویں صدی کے تقریباً وسط میں تیار کیا گیا۔ لہٰذا اِس کے عہد نامہ قدیم کے تصور جہنم پر اس دور کی تنقیدی تحقیقات کے زیر اثر شائع ہونے والی انگریزی بائبلوں کا اثر بھی ہوا۔ اس لیے اس

۴۱- عہد نامہ قدیم کی ایک جلد وثیقہ عتیق کے نام سے ۱۸۲۹ء میں سیرام پور سے کلکتہ بائبل سوسائٹی نے شائع کی۔ اس جلد میں عہد نامہ قدیم کی از پیدائش تا ملوک کتب ہیں۔ اس میں سے صرف دو حوالے ملے جو کالم نمبر ایک میں پیش کر دیے گئے ہیں

۴۲- یہ وہ عہد نامہ قدیم ہے جسے ڈاکٹر میتھر نے ۱۸۶۷ء میں نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی کی طرف سے مرزا پور آرفن سکول پریس میں چھاپ کر شائع کیا

۴۳- دیکھئے: **کتاب مقدس،** بائبل سوسائٹی، انارکلی، لاہور، ۹۳/۹۵ سیریز

۴۴- ہمارے پیش نظر کلام مقدس کا وہ نسخہ ہے جسے بار ہشتم ۱۹۹۹ء میں ابلاغیاتِ مقدس پولوس نے شائع کیا تھا۔ اس طبع کے تمہیدی بیان کے اختتام پر لکھا ہے: ''مترجمین کلام مقدس کا یہ نیا ترجمہ جو اصلی زبانوں کے مطابق اُردو زبان میں کیا گیا ہے مؤمنین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔'' آخر میں ۳/مئی ۱۹۵۶ء کی تاریخ ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ کلام مقدس ۱۹۵۶ء میں شائع ہو چکا تھا مگر پال ارنسٹ (۱۹۰۲-۱۹۹۱ء) کی **'خدا کی کتاب'،** ص ۶۵ پر لکھا ہے کہ موجودہ ترجمہ 'کا پہلا ایڈیشن' ۱۹۵۸ء میں طبع ہوا تھا۔ سال میں یہ اختلاف ان کی غلطی ہے؟ کلام مقدس کا تمہیدی بیان لکھنے والوں کی غلطی ہے؟ یا کسی جگہ کاتب نے غلطی کی ہے؟ اللہ اعلم بالصواب

۴۵- برکت اللہ، **صحت کتب مقدسہ،** ص ۲۹۰

کے مترجمین نے عہد نامہ قدیم میں جہنم کی بجائے عالم اسفل اور ابدون کو اختیار کیا۔ البتہ اب بائبل کے اردو تراجم میں ۲۰۰۵ء میں شائع کی جانے والی' نیواردو بائبل' کا اضافہ ہوا ہے تو ہمیں اردو خواں عیسائیوں کے تصور جہنم میں بھی ایک نیا پہلو اورجدید اضافہ نظر آتا ہے۔ اس بائبل نے hell کے بدلے' پاتال، جہنم، عالم اسفل، اور چھ جگہ پر قبر' کو بھی اختیار کیا ہے جیسا کہ مندرجہ بالا جدول سے واضح ہے۔اس بائبل کاایک حیران کُن امر یہ ہے اگرچہ یہ انگریزی بائبل نیو انٹرنیشنل ورژن کا ترجمہ ہے لیکن اس کے مترجمین نے کسی خاص اصول کی پابندی نہیں کی۔ مثلاً NIV نے عہد نامہ قدیم میں hell کی بجائے ستائیس جگہ grave یعنی قبر لکھا ہے مگر انہوں نے صرف چھ جگہ ایسا کیا ہے۔

اس کے علاوہ ایک بات اور بھی واضح ہوتی ہے کہ جدول میں مذکور کوئی سے دو تراجم بھی مکمل اتفاق نہیں کرتے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہرعہد نامہ قدیم کا اپنا جداگانہ تصور جہنم ہے۔ انیسویں صدی میں شائع کیے جانے والے پروٹسٹنٹ مسیحیوں کے قدیم عہد ناموں میں جہنم کا کچھ نہ کچھ ذکرتھا جس سے اس کا کچھ تصور بھی تشکیل پاتا تھا لیکن بیسویں صدی میں اُنہی کی شائع کردہ کتاب مقدس اور نیو اردو بائبل ورژن اپنے عہد نامہ قدیم میں صرف دو جگہ یعنی ایوب ٦:٢٦ اورامثال ١١:١٥ میں جہنم لکھنے پر اتفاق اوراکتفا کرتی ہیں۔[۴٦] ان دونوں ورسوں سے صرف اتنی بات واضح ہوتی ہے کہ جہنم خدا کے سامنے بے پردہ ہے اور وہ اس کے حال سے خوب واقف ہے اور بس۔جبکہ کیتھولک' کلام مقدس' نے محولہ اکتیس ورسوں میں ہر جگہ سے جہنم کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اس میں اَب جہنم نہیں بلکہ عالم اسفل کا تصور ملتا ہے جس کے منفرد معنی ومفہوم پر بحث آگے آ رہی ہے۔

اردو بائبلوں کے عہد نامہ جدید میں جہنم کا تقابلی تصور

اُردو میں شائع اورہمیں دستیاب قدیم عہد ناموں میں تصورِجہنم کی بحث کے بعد آیئے اب اسی موضوع کی صورتِ حال کو اُردو ہی میں شائع کیے گئے جدید عہد ناموں میں ملاحظہ کیجئے۔ مگر پہلے درج ذیل جدول پر ایک نظرڈال لیجئے تا کہ موضوع زیر بحث کا ایک خاکہ ذہن نشین ہو جائے۔

۴٦- کتاب مقدس میں جہنم کا ایک اور ذکر زبور(١١:٨٨) میں بھی ہے لیکن کیتھولک عیسائیوں کی بائبل کلام مقدس اس جگہ 'سڑسڑاہٹ' (مزمور ٨٧ (٨٨):١٢) جبکہ نیو اردو بائبل ورژن نے اس کے بدلے میں'فنا کاعالم' لکھا ہے

ورس/ بائبل	عہد نامہ جدید ۱۸۴۱ء	عہد نامہ جدید ۱۸۴۲ء	عہد نامہ جدید ۱۸۶۰ء	عہد نامہ جدید ۱۸۷۰ء	کتاب مقدس ۱۹۰۰ء	کلام مقدس ۱۹۵۶ء	نیو اردو بائبل ۲۰۰۵ء	اُردو جیو ورژن ۲۰۱۰ء
متی ۲۲:۵	jahannam	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم
متی ۲۹:۵	jahannam	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم
متی ۳۰:۵	jahannam	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم
متی ۲۸:۱۰	jahannam	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم
متی ۲۳:۱۱	dozakh	دوزخ	دوزخ	دوزخ	عالم ارواح	عالم اسفل	پاتال	پاتال
متی ۱۸:۱۶	dozakh	دوزخ	دوزخ	دوزخ	عالم ارواح	عالم اسفل	موت	پاتال
متی ۹:۱۸	jahannam	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم
متی ۱۵:۲۳	jahannam	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم
متی ۳۳:۲۳	jahannam	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم
مرقس ۴۳:۹	jahannam	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم
مرقس ۴۵:۹	jahannam	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم
مرقس ۴۷:۹	jahannam	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم
لوقا ۱۵:۱۰	dozakh	دوزخ	دوزخ	دوزخ	عالم ارواح	عالم اسفل	عالم ارواح	پاتال
لوقا ۵:۱۲	jahannam	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم
لوقا ۲۳:۱۶	dozakh	دوزخ	دوزخ	دوزخ	عالم ارواح	عالم اسفل	عالم ارواح	جہنم
اعمال ۲۷:۲	alam i gaib	عالم غیب	عالم ارواح	عالم غیب	عالم ارواح	عالم اسفل	قبر	پاتال
اعمال ۳۱:۲	alam i gaib	عالم غیب	عالم ارواح	عالم غیب	عالم ارواح	عالم اسفل	قبر	پاتال

یعقوب ۶:۳	jahannam	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم
۲ پطرس ۴:۲	jahannam	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم	جہنم
مکاشفہ ۱۸:۱	alam i gaib	عالم غیب	عالم ارواح	عالم غیب	عالم ارواح	عالم اسفل	عالم ارواح	پاتال
مکاشفہ ۸:۶	alam i gaib	عالم غیب	عالم ارواح	عالم غیب	عالم ارواح	عالم اسفل	عالم ارواح	پاتال
مکاشفہ ۱۳:۲۰	qabr	قبر	عالم ارواح	حادث	عالم ارواح	عالم اسفل	عالم ارواح	پاتال
مکاشفہ ۱۴:۲۰	qabr	قبر	عالم ارواح	حادث	عالم ارواح	عالم اسفل	عالم ارواح	پاتال

اس جدول میں مذکور عہدناموں میں صرف ایک یعنی 'کلام مقدس' کیتھولک مسیحیوں کا ہے بقیہ سات پروٹسٹنٹ مسیحیوں کے شائع کردہ ہیں۔ گویا یہ نقشہ پروٹسٹنٹ مسیحیوں کی فکر اور سوچ کے رجحانات کو ظاہر کرتا ہے۔اِس کی دس ورسوں میں Hellیعنی جہنم کی بجائے (دوزخ، عالم غیب، قبر، عالم ارواح،حادث، عالم اسفل، پاتال اور موت) کل آٹھ اِصطلاحات اختیار کی گئی ہیں۔جہنم ایک قرآنی اصطلاح ہے۔ اردو ادب میں جہنم کے بدلے دوزخ کا اِستعمال اِتنا کثیر ہے کہ یہ اصطلاح اَب جہنم کا ہم معنی سمجھی اور لکھی جاتی ہے۔ لیکن بقیہ سات اصطلاحات کے معانی اور مفاہیم ایک دوسرے سے کافی مختلف ہیں۔ اس لیے جہنم کے بدلے ان کا استعمال سوچ وفکر میں واضح تبدیلی کا آئینہ دار ہے۔

پروٹسٹنٹ مسیحیوں کے جدید عہد ناموں کے مقابلے میں کیتھولک عہدنامہ جدید صرف دو اصطلاحات 'جہنم اور عالم اسفل' استعمال کرتا ہے۔ موضوع زیر بحث کے حوالے سے کیتھولک فکر کی داخلی صورت حال کے بارے میں یہ مقالہ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ انہوں نے اس سے قبل آگرہ سے ایک ہی عہد نامہ جدید شائع کیا تھا جو اَب نادرُ الوجود ہو چکا ہے۔

اس جدول سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ۱۸۴۲ء سے لیکر۲۰۰۵ء تک شائع ہونے والے جدید عہد نامے

تئیس میں سے صرف تیرہ ورسوں میں اتفاق کرتے ہیں۔ بقیہ دس ورسوں میں ان کے باہم مخالف رُجحانات واضح نظر آتے ہیں۔ ۱۸۴۲ء اور ۱۸۷۰ء میں شائع ہونے والے دو عہدناموں کی صرف دو وَرسوں یعنی مکاشفہ ۲۰: ۱۳، ۱۴ میں اختلاف ہے ایک نے قبر جبکہ دوسرے نے حادث لکھا ہے۔ مؤخر الذکر نے شاید یونانی لفظ Hades کو حادث لکھا ہے۔ان دونوں کا موازنہ ۱۸۶۰ء میں شائع ہونے والے عہد نامہ جدید سے کریں تواختلاف چھ ورسوں میں سامنے آتا ہے۔ عالم ارواح کے بدلے میں دونوں نے عالم غیب، قبر اور حادث کو اختیارکیا۔ ان اصطلاحات کو بیسویں صدی کے مشہوراردو تراجم یعنی کتاب مقدس اور کلام مقدس نے ترک کردیا ہے۔ اِن دونوں کا اختلاف عالم ارواح اور عالم اسفل کی صرف دو اصطلاحات تک محدود تھا مگراب نیو اردو بائبل مطبوعہ ۲۰۰۵ء نے hell کی بجائے پاتال، موت اور قبر لا کر باہمی اختلافات اور تنوع کی حدود کو نسبتاً وسیع کر دیا ہے۔ جبکہ اردوجیو ورژن نے جہنم والی وَرسوں میں بارہ جگہ تو اتفاق کیا ہے لیکن نو ورسوں میں عالم ارواح یا عالم اسفل کی بجائے پاتال کو ترجیح دے کر اختلاف کیا ہے اور لوقا کی انجیل۱۶:۲۳ میں جہنم لکھ کر بقیہ سب سے اختلافی موقف کی نشاندہی کی ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ کیا عالم ارواح، عالم اسفل، پاتال، موت اور قبر کی اصطلاحات باہم مترادف ہیں یا ان کے معنی اورمفہوم میں تخالف پایا جاتا ہے؟ آیئے اس سوال کے جواب پر غور کرتے ہیں۔

عالم ارواح اور عالم اسفل کیا ہیں؟

قاموس الکتاب جسے اردو خواں مسیحیوں کے ہاں ایک مستند مرجع کا درجہ حاصل ہے، کے مطابق عالم ارواح ''بد کاروں کی آخری سزا سے پیشتر مُردوں کی جگہ یا حالت''ہے، یہ یونانی لفظ Hades کا اردو ترجمہ ہے جویونانی دیو مالا اور'بے دینوں کے افسانوں سے لیا گیا' ہے۔قاموس الکتاب کے مطابق نئے عہد نامے میں عالم ارواح پر زیادہ روشنی نہیں ڈالی گئی۔'عالم اسفل' کی اصطلاح کے بارے میں قاموس الکتاب میں لکھا ہے کہ یہ عبرانی لفظ شیول کا ترجمہ اور پاتال کا مترادف ہے۔[۴۷] اور پاتال کا معنی 'سب سے نیچا جہان' بتایا

۴۷- دیکھئے: ایف ایس خیر اللہ، **قاموس الکتاب،** (لاہور: مسیحی اشاعت خانہ، ۳۶ فیروز پور روڈ، بارششم، ۱۹۹۷ء)،ص۶۲۱؛ مزید برآں دیکھئے:خورشید احمد سعیدی: **''بیسویں صدی کی معروف انگریزی بائبلوں کا تصورِ جہنم''،** (کراچی:شیخ زاید اسلامک سنٹر، کراچی یونیورسٹی، ۲۰۱۰ء)، جلد۲۴،ص۵۲-۶۹

گیا ہے۔[۴۸] اس وضاحت سے قاموس الکتاب میں بتائے گئے لفظِ عالم کے دوسرے معنی یعنی 'حالت' کی نفی جبکہ پہلے معنی یعنی 'جگہ' کا اثبات ہو جاتا ہے۔

عالم ارواح، عالم اسفل اور پاتال کی اس توضیح اور تشریح کو سامنے رکھیں تو یہ کہنا غلط نہیں ہو گا کہ عالم اسفل یا پاتال مُردوں کی حالت کو نہیں بلکہ اُن کی جگہ کو ظاہر کرتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ عالم ارواح اور عالم اسفل یا پاتال باہم مترادف اصطلاحات نہیں ہیں کیونکہ عالم ارواح 'مُردوں کی جگہ' کو کہتے ہیں۔ مُردوں کی یہ جگہ زمین کے اوپر، جل جانے کی صورت میں ہوا میں اور غرق ہو جانے کی صورت میں پانی میں، درندوں کے کھا جانے کی صورت میں اُن کے جسم کا حصہ بھی ہوسکتی ہے۔ جبکہ عالم اَسفل جو سب سے نیچا جہان ہے وہ زمین پر، زمین کے اوپر ہوا میں، پانی یا درندوں کے جسم میں نہیں ہوسکتا۔

اِسی طرح یہ سمجھنا بھی مشکل نہیں رہتا کہ موت اور قبر بہت مختلف ہیں عالم ارواح یا عالم اسفل سے۔ موت تو روح کے جسم سے اس طرح نکل جانے کا نام ہے جس کے بعد کوئی انسان اس جہانِ رنگ و بو میں نہیں رہتا۔ روئے زمین کی مخلوق کے درمیان اس کا خوشی، غمی، قیام و طعام، صحت و مرض، میاں بیوی وغیرہ کا معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس کی جائیدادیں، اس کے عہدے، معاشرے میں حاصل کیا گیا اثر و رسوخ، لین دین وغیرہ حسبِ سابق باقی نہیں رہتے۔ قبر وہ جگہ ہوتی ہے جس میں میت کو دفن کر دیا جاتا ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ قبر سب سے نیچا جہان نہیں ہوتا۔ اس سے زیادہ نیچائی میں اور بھی کئی جگہیں ہوسکتی ہیں۔ مثلاً پہاڑی علاقے میں رہائش پذیر بعض لوگ کسی پہاڑی کی بلند جگہ پر قبر کھود کر میت کو اس میں دفن کر دیتے ہیں۔ اس طرح وہ قبر سب سے نیچے تو نہیں ہو گی۔ وہ نشیبی علاقے جہاں پانی جمع ہوجانے کا یقین ہوتا ہے وہاں کے لوگ عموماً مرتفع جگہوں پر اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں۔ اس طرح قبریں سب سے نیچا جہان نہیں ہوسکتا۔ مختصر یہ کہ hell کے بدلے میں اختیار کی جانے والی یہ اصطلاحات ہم معنی اور جہنم پر دلالت کرنے والی نہیں ہیں۔ جب جدید اصطلاحات جہنم کے مترادف نہیں ہیں تو جہنم کی بجائے ان کا استعمال جہنم کے قدیم تصور

۴۸- دیکھئے: یونس عامر، **لغات الکتاب،** (لاہور: مسیحی اشاعت خانہ، ۳۶ فیروز پور روڈ، بار اول،۱۹۹۹ء)،ص۱۲۲؛ البتہ **فیروز اللغات اردو** (جامع) کے مرتب مولوی فیروز الدین کے مطابق پاتال ہندی زبان کا لفظ ہے۔ اس لفظ کے تین معنی لکھے ہیں: (۱) ہندو دیو مالا کے متعلق زمین کے سات طبقوں میں سے سب سے نیچے کا طبق، جہاں ناگ رہتے ہیں۔ تحت الثریٰ۔ اسفل السافلین (۲) دوزخ۔ نرک (۳) غار گڑھا

میں ضرور ایک منفی تبدیلی سامنے لاتا ہے اور اس سے عقیدے میں تبدیلی آنا لازمی ہے کیونکہ اس کی بنیاد کوئی عام کتاب نہیں بلکہ ایک ''کتاب مقدس'' ہے۔

مندرجہ بالا بحث سے ایک اور بات یہ بھی سامنے آئی تھی کہ 'کتاب مقدس' نے hell کے بدلے میں دس ورسوں میں عالم ارواح لکھا ہے۔ اس سے یہ سوال ذہن میں آسکتا ہے کہ عالم ارواح کیا ہے؟اس کے لیے اگر ہم اُن ورسوں کو یکجا کر کے دیکھیں تو یہ عالم ارواح کا یہ تصور بنتا ہے:

> عالم ارواح ایسی جگہ ہے جہاں کچھ لوگ گل سڑ بھی جاتے ہیں مگر خدا اپنے مقدس لوگوں کو عالم ارواح میں سڑنے کی نوبت تک نہیں پہنچنے دیتا۔ عالم ارواح ایک جگہ سے دوسری جگہ چل کر جا سکتا ہے۔ غریبوں کی مدد نہ کرنے والے دولت مند لوگ عالم ارواح میں عذاب میں بھی مبتلا ہوتے ہیں۔عالم ارواح کی کنجیاں بھی ہیں۔ عالم ارواح کوموت کے ساتھ روزِمحشر آگ کی جھیل میں ڈال دیا جائے گا۔ کفرنحوم عالم ارواح میں اُترے گا۔[۴۹] حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے پطرس سے فرمایا:''میں بھی تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پطرس ہے اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤں گا اور عالم ارواح کے دروازے اُس پر غالب نہ آئیں گے۔[۵۰]

دلچسپ بات یہ ہے کہ عہد نامہ جدید کی وہ وَرسیں جن میں پروٹسٹنٹ مسیحیوں کی 'کتاب مقدس' نے عالم ارواح لکھا ہے اور جن کا خلاصہ ابھی اوپر پیش کیا گیا ہے کیتھولک مسیحیوں کی اردو بائبل' کلام مقدس' نے انہیں عبارات میں عالم اسفل لکھا ہے۔مذکورہ عبارات میں اگرعالم ارواح کی بجائے عالم اسفل رکھ کر گہری نظر سے دیکھا جائے تو کیا وہی مفہوم سامنے آئے گا جو عالم ارواح کی بنا پر سامنے آتا ہے؟جواب یقیناً نفی میں ہے کیونکہ جس طرح جہنم اور عالم ارواح مترادف نہیں ہیں اسی طرح عالم ارواح اور عالم اسفل بھی ایک ہی جگہ کے دو نام نہیں ہیں۔

۴۹- کفرنحوم گلیل کی جھیل کے ساحل پر ایک شہر تھا۔ حضرت مسیح کے نمایاں کام اور تعلیمات کے باوجود اس شہر کے لوگوں نے توبہ نہ کی۔ چنانچہ حضرت مسیح نے پیشین گوئی کی کہ یہ جگہ مکمل طور پر برباد کر دی جائے گی۔ان کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور یہ شہر مکمل طور پر صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔ (**قاموس الکتاب**، حوالہ مذکور، ص ۷۹۵۔ ۷۹۶)

۵۰- دیکھئے: متی ۱۱:۲۳؛ ۱۶:۱۸؛ لوقا ۱۰:۱۵؛ ۱۶:۲۳؛ اعمال ۲:۲۷، ۳۱؛ مکاشفہ ۱:۱۸؛ ۶:۸؛ ۲۰:۱۳-۱۴

مزید برآں کتاب مقدس نے عہد نامہ قدیم میں عالم ارواح نہیں بلکہ پاتال کا استعمال کر کے اختلافِ معنی کی طرف اشارہ کیا ہے مگر وہاں بھی کلام مقدس نے عالم اسفل لکھا ہے۔ گویا کلام مقدس کے مترجمین کے نزدیک عالم ارواح اور پاتال دونوں لفظ عالم اسفل کے مترادف ہیں جبکہ کتاب مقدس کے مترجمین کے نزدیک ایسا نہیں۔ ان کے نزدیک عالم ارواح اور پاتال دومختلف امور ہیں۔

جس طرح عالم ارواح والی ورسوں کو ایک جگہ جمع کرنے سے اس کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے اسی طرح اگر ہم اُن عبارات کو ایک جگہ جمع کریں جن میں پاتال کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے تو اس کا مفہوم بھی واضح ہو جائے گا۔تو آیئے دیکھتے ہیں کہ پاتال کیا ہے؟

پاتال کیا ہے؟

مندرجہ بالا بحث سے یہ معلوم ہوا تھا کہ 'کتاب مقدس' نے عہد نامہ قدیم میں سوائے دو مقامات کے ہر جگہ hell یعنی جہنم کی بجائے پاتال لکھا ہے۔ اس کے بارے میں سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ عہد نامہ قدیم اس اصطلاح کے بارے میں کیا معلومات پیش کرتا ہے؟ اس سوال کے جواب کی تلاش میں کتاب مقدس کی ورق گردانی کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مترجمین نے پاتال کا استعمال صرف انہی اکتیس ورسوں تک محدود نہیں رکھا جن میں کنگ جیمز بائبل نے hell لکھا تھا۔ بلکہ اس کے عہد نامہ قدیم کی وہ ورسیں جن میں یہ اصطلاح پائی جاتی ہے، کی تعداد دوگنا سے زیادہ ہے۔ [۵۱] لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام ورسوں کو ملا کر پاتال کو سمجھنا چاہیے کہ یہ کیا ہے؟

''گنتی'' کی کتاب کے مؤلف کے مطابق کچھ بدکردار لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف اُٹھے اور گستاخیاں کیں۔ اس گستاخی کی انہیں سزا یہ ملی کہ 'زمین اُن کے پاؤں تلے پھٹ گئی' اور اُن' کے سب آدمیوں کو اور اُن کے مال اسباب کو نگل گئی'۔ ان کے اس انجام کو جیتے جی پاتال میں سمانا کہا گیا ہے۔[۵۲] پاتال ایک ایسی جگہ ہے جس میں سخت آگ جل رہی ہے۔ یہ آگ زمین کی فصلوں اور پہاڑوں کو نیست ونابود کر سکتی ہے۔ اس میں رسے یا رسیاں بھی ہوتی ہیں جو کسی شخص کو جکڑ لیتی ہیں۔[۵۳] یہ اتنی گہری جگہ

۵۱- یہ تعداد پینسٹھ (٦۵) ہے۔ دیکھئے: **کلید الکتاب،** (لاہور: مسیحی اشاعت خانہ، بارششم، ۱۹۹۵ء)، ص۳۱۱-۳۱۲

۵۲- **گنتی** ۱٦: ۳۰، ۳۳ ؛ امثال ۱:۱۲

۵۳- **استثناء**۳۲:۲۲؛ ۲؛ **سموئیل**۲۲:٦؛ **زبور** ۱۸:۵.

ہے جو کبھی نہیں بھرتی۔ کوئی بھی شخص اپنی جان کو پاتال میں جانے سے نہیں بچا سکتا۔ پاتال میں درد اور پھندے ہوتے ہیں اور جو لوگ اس میں جاتے ہیں وہ دکھ، غم اور تنگی میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ پاتال میں بستر بھی بچھائے جاسکتے ہیں۔[۵۴] پاتال میں کوئی کام، منصوبہ، علم یا حکمت نہیں ہے۔ کسی کو آزمانے کے لیے پاتال سے نشان طلب کیا جاتا تھا۔[۵۵]

بائبل کے کاتبین خدا کے اسرار، اس کی وسعتوں، اس کی بلندیوں اور گہرائیوں کو بیان کرنے کے لیے پاتال سے تشبیہ دیتے ہیں۔[۵۶] اسی طرح بنی آدم کے دلوں، ان کی آنکھوں، غیرت اور متکبر آدمی کو بھی پاتال سے تشبیہ دی گئی ہے۔[۵۷] مچھلی کا پیٹ بھی پاتال یا عالم اسفل ہے۔ جب حضرت یونسؑ نے اللہ سے فریاد کی تو انہیں پاتال سے نکال لیا گیا۔ پاتال ایسی جگہ ہے جس میں قہر خدا کے ٹل جانے تک چھپے رہنے کی امید لگائی جا سکتی ہے۔ ایک ناامید شخص ہی پاتال کی خواہش کرتا ہے؛ پاتال کے پھاٹک اور منہ بھی ہوتے ہیں جو بند بھی ہوسکتا ہیں۔[۵۸] پاتال کے منہ پر لوگوں کی ہڈیاں ٹوٹی اور بکھری پڑی ہوتی ہیں جیسے ہل چلا کر زمین کو توڑا جاتا ہے۔[۵۹]

شریر اگرچہ خوشحالی میں زندگی بسر کرتے ہیں مگر اچانک 'پاتال میں اُتر جاتے ہیں'۔ یہ خدا کے سامنے عریاں ہے۔[۶۰] یہ ایسی جگہ ہے جہاں شریر اور خدا کو بھول جانے والے جائیں گے۔ یہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں لوگ نہیں جانا چاہتے اور خدا سے اس سے بچنے کی دعا کرتے ہیں کیونکہ یہ اس کے قہر کی جگہ ہے۔[۶۱] بیگانہ عورت کی راہیں پاتال کو جاتی ہیں۔ جو شخص اس کے بہکاوے میں آجاتا ہے اس کے قدم پاتال میں پہنچ کر ہی رکتے ہیں کیونکہ بیگانہ فاحشہ عورت کا گھر پاتال کا راستہ ہے۔ پاتال کی ہوس بھی ہے جو بڑھتی رہتی

۵۴- **زبور** ۸۹:۴۸؛ ۱۱۶:۳؛ ۱۳۹:۸

۵۵- **واعظ** ۹:۱۰؛ یسعیاہ ۷:۱۱

۵۶- **ایوب** ۱۱:۸؛ **امثال** ۲۷: ۲۰

۵۷- **امثال** ۱۵:۱۱ ؛ ۲۷: ۲۰؛ **غزل الغزلات** ۸:۶؛ **حبقوق** ۲:۵

۵۸- **یوناہ** ۲:۲، ۶؛ **ایوب** ۱۴:۱۳؛ ۱۷:۱۳، ۱۶؛ **یسعیاہ** ۳۸:۱۰؛ **زبور** ۶۹: ۱۵

۵۹- **زبور** ۱۴۱: ۷

۶۰- **ایوب** ۲۱:۱۳؛ ۲۶: ۶؛ زبور ۵۵: ۱۵ ؛ **امثال** ۱۵:۱۱

۶۱- **زبور** ۹:۱۷؛ ۳۱:۱۷؛ ۸۸:۳، ۶

ہے اور اس میں شرفاء وعوام اور عیاش اپنی رنگ رلیوں سمیت اُس میں اُتر جائیں گے۔[۶۲] بنی اسرائیل قوم مجموعی طور پر ایک فاحشہ عورت کی طرح ہے جو اپنے آپ کو معطر و مزین کر کے بادشاہوں کے پاس جاتی ہے اور خود کو اتنا پست کرتی ہے جتنا پاتال پست ہے۔[۶۳]

خود کو خدا بنا لینے والے متکبر پاتال میں جائیں گے۔ پاتال ایک ایسی جگہ ہے کہ جب بد کردار لوگوں کو اس میں ڈالا جاتا ہے تو کبھی کبھی ایسا شور پیدا ہوتا ہے جس سے تمام اقوام لرزاں ہوجاتی ہیں۔ پاتال ایسی جگہ ہے کہ جب اس میں زور آور ڈالے جائیں گے تو وہ اپنے مدد گاروں اور معاہدین سے بات چیت بھی کر سکیں گے۔ بڑے بڑے بہادر سپاہی اور بارعب اُمراء اپنے جنگی ہتھیاروں کے ساتھ پاتال میں اتر جاتے ہیں۔[۶۴] پاتال کسی کی آمد پر استقبال کرنے کے لیے جنبش کھاتا ہے، اُن سب مُردوں کی روحوں کو جھنجھوڑتا ہے۔ جو دُنیا میں رہنما تھے، اور مختلف قوموں کے سب بادشاہوں کو اُن کے تختوں پر سے اُٹھا کھڑا کرتا ہے۔ پاتال میں لوگوں کی شان وشوکت اور ان کے سازوں کی خوش آوازی اُتاری جا سکتی ہے، اس میں کیڑے بھی ہوتے ہیں۔[۶۵]

پاتال میں مُردے گل سڑ جاتے ہیں مگر خدا اپنے مقدس لوگوں کو اس میں سڑنے نہیں دیتا۔ پاتال بہت بُری جگہ ہے۔اس لیے حضرت داؤد علیہ السلام نے خداسے دعا کی کہ وہ انہیں پاتال میں جانے والوں کی مانند نہ بنا دے۔ جب خدا نے داؤد علیہ السلام کو شفا بخشی تو انہوں نے شکر ادا کرتے ہوئے عرض کیا اس نے ان کی جان کو پاتال سے نکال لیا۔ لوگ پاتال کا ریوڑ اور ان کا حُسن پاتال کا لقمہ ہے، خدا بعض لوگوں کی 'جان کو پاتال کے اختیار سے چھُڑا' لیتاہے۔[۶۶] کچھ لوگوں کو پاتال کے قابو اور ہلاکت سے نجات دے دی جاتی ہے۔ دانا اور عقل مند لوگ پاتال میں جانے سے بچ جاتے ہیں۔ تأدیب کی خاطر جن لڑکوں کو چھڑیوں کی مار پڑے گی وہ پاتال میں جانے سے بچ جائیں گے، وہاں جانے سے چھوٹ جائیں گے۔[۶۷]

۶۲- **امثال** ۲:۱۸؛ **امثال** ۵:۵؛ ۷:۲۷؛ ۹: ۱۸؛ ۳۰:۱۶؛ **یسعیاہ** ۵:۱۴؛ ۱۴:۱۵؛ **حبقوق** ۲:۵

۶۳- **یسعیاہ** ۵۷:۹

۶۴- **حزقی ایل** ۲۸: ۸؛ ۳۱:۱۴؛ ۳۱: ۱۶، ۱۷؛ ۳۲:۲۱؛ ۳۲:۲۵،۲۷، ۲۹، ۳۰.

۶۵- **یسعیاہ** ۱۴:۹،۱۱

۶۶- **زبور** ۱۶:۱۰؛ ۲۸:۱؛ ۳۰: ۳؛ ۴۹: ۱۴، ۱۵؛ ۸۶:۱۳

۶۷- **ہوسیع** ۱۳: ۱۴؛ امثال ۱۵:۲۴؛ ۲۳:۱۴

کچھ لوگ پاتال سے عہد و پیمان باندھ سکتے ہیں جس کی سے وجہ وہ سیلاب کو ان تک نہیں پہنچنے دے گا۔ مگر انہیں بتا دیا گیا کہ ان کا یہ پیمان قائم نہیں رہ سکے گا اور جب سزا کا سیلاب آئے گا تو انہیں پامال کرے گا۔ پاتال خداوند کی ستائش نہیں کر سکتا۔ خدا پاتال میں اتر جانے والوں کو دوبارہ بسائے گا۔ کچھ لوگ خدا تعالیٰ سے چھپنے کے لیے پاتال میں جا گھستے ہیں مگر وہ انہیں وہاں سے بھی کھینچ کر نکال سکتا ہے۔[۶۸]

پاتال کو شامل یہ وہ ورسیں ہیں جن میں تقریباً ہر طرح کی باتیں شامل ہے؛ یہ اتنی متنوع اور مختلف ہیں کہ اِن سے کسی خاص مقام کا ایک بالکل واضح اور صاف تصور نہیں اُبھرتا۔ اس لیے اسے جہنم کے مساوی کوئی جگہ نہیں مانا جا سکتا۔ اسی طرح یہ عالم ارواح کے مساوی بھی نہیں ہے۔ پروٹسٹنٹ فرقہ کی 'کتاب مقدس' کے تصورِ پاتال پر نظر ڈالنے کے بعد ہم کچھ اور اردو بائبلوں میں تصور جہنم کا جائزہ لیتے ہیں۔

معاصر اردو بائبلوں میں جہنم

مندرجہ بالا بحث میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ اُنیسویں صدی کے اردو تراجم کے عہد نامہ قدیم میں جہنم کا کچھ نہ کچھ ذکر اور تصور موجود تھا لیکن بیسویں صدی کے اردو تراجم نے اپنے عہد نامہ قدیم میں اُس کے ذکر کو تقریباً تمام ورسوں سے خارج کر دیا ہے۔ اکیسویں صدی کے دو تراجم نے بھی اس سلسلے میں اسی رُجحان کو جاری رکھا ہے البتہ نیو اردو بائبل نے پاتال کی بجائے بعض ورسوں میں قبر بھی لکھ کر ایک نئے میلان کی طرف اشارہ کیا ہے۔ عہد نامہ جدید کی دس ورسوں میں بھی جہنم کو حذف کر دیا گیا ہے۔ تاہم اس کی تیرہ ورسوں میں جہنم کا ذکر اب بھی پایا جاتا ہے۔ ان کا بیان بالتفصیل اوپر گزر چکا ہے۔ اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عہد نامہ جدید کی جن ورسوں میں جہنم کا ذکر ملتا ہے ان کو اگر یکجا کر کے دیکھا جائے تو جہنم کی کیا باتیں سامنے آتی ہیں؟ اس سوال کے پیش نظر عہد نامہ جدید درج ذیل معلومات فراہم کرتا ہے:

> جو شخص اپنے بھائی کو احمق کہے گا وہ آتش جہنم کا سزاوار ہو گا۔ جس شخص کو اس کی آنکھ، ہاتھ یا پاؤں ٹھوکر کھلائیں یعنی گناہ کا سبب بنیں تو اسے چاہئے کہ وہ انہیں نکال کر پھینک دے ورنہ اس کا سارا بدن جہنم میں ڈالا جائے گا۔ روح اور بدن کو جہنم ہلاک کر سکتا ہے۔ یہودیوں کے ریا کار فقیہ اور فریسی جب کسی کو اپنا مرید بنا لیتے تھے تو اسے بھی جہنمی بنا دیتے

۶۸- **یسعیاہ** ۲۸:۱۵؛ ۲۸:۱۸؛ ۳۸: ۱۸؛ **حزقی ایل** ۲۶:۲۰؛ **عاموس** ۹:۲

> تھے۔ وہ جہنم کی سزا سے نہیں بچ سکیں گے۔ جہنم کی آگ کبھی نہیں بجھتی۔ کسی کو جہنم میں ڈالنے کا اختیار صرف خدا کو ہے۔ لہٰذا صرف اسی سے ڈرنا چاہیئے۔ زبان آگ ہے، دائرہ دُنیا کو آگ لگا دیتی ہے اور جہنم کی آگ سے جلتی رہتی ہے۔ جہنم میں تاریک غار ہیں۔[۶۹]

نتائج بحث اور خاتمہ

اُردو بائبلوں کے تصور جہنم کوواضح کرنے کے لیے اس مقالے میں پروٹسٹنٹ اور کیتھولک مسیحیوں کی متعدد بائبلوں کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ اس مطالعے میں بحث کی توجہ زیادہ تر اُن چوّن ورسوں پر مرکوز رہی ہے جن میں ۱۶۱۱ء میں شائع ہونے والی کنگ جیمز بائبل نے hell یعنی جہنم لکھا ہے۔ اس بحث سے درج ذیل اہم نتائج سامنے آئے ہیں۔

۱- اردو بائبلوں نے hell کی بجائے کئی ورسوں میں جہنم لکھا ہے لیکن کئی ورسوں میں اس کی بجائے گور، پاتال، عالم غیب، عالم ارواح، عالم اسفل، قبر اور موت لکھ کر سابقہ تصورِ جہنم میں تبدیلی پیدا کی ہے۔ بعض عبارات میں جہنم لکھنے میں اُن کے مترجمین نے قرآن وحدیث کی اصطلاح کو اختیار کیا ہے مگر پاتال لکھ کر انہوں نے یونانی اور ہندو دیو مالا کی پیروی کی ہے۔ اس طرح ان مختلف اصطلاحات سے تشکیل پانے والا تصور نہ تو مکمل طور پر اسلامی ہے، نہ یونانی اور نہ ہی ہندو دیومالائی۔

۲- اس مطالعے سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ جہنم کی بجائے پاتال، عالم ارواح اور عالم اسفل استعمال کرنے میں بھی اردو ترجمہ نگار متفق نہیں ہیں۔ لہٰذا ان کا تصورِ پاتال اور عالم ارواح یا عالم اسفل کا تصور بھی یکساں نہیں ہے۔

۳- کیتھولک بائبلوں کے عہد نامہ قدیم میں تصورِ جہنم بالکل ختم ہو گیا ہے کیونکہ جہنم کی بجائے ان میں اب عالم اسفل کی اصطلاح ہر جگہ استعمال کی گئی ہے جبکہ پروٹسٹنٹ فرقہ کی معاصر بائبلوں کے عہد نامہ قدیم میں بھی تصور جہنم اب تقریباً معدوم ہو گیا ہے۔

۴- عہد نامہ قدیم میں جہنم کا عقیدہ ختم ہونے سے اب 'بیگانہ عورت' کے ساتھ تعلقات اور 'احمق عورت

۶۹- **متی** ۵:۲۲، ۲۹-۳۰؛ ۱۰:۲۸؛ ۱۸:۹؛ ۲۳:۱۵، ۳۳؛ **مرقس** ۹:۴۳، ۴۵، ۴۷؛ **لوقا** ۱۲:۵؛ **یعقوب** ۳:۶؛ -۲ **پطرس** ۲:۴

کی مہمان نوازی' سے بائبل منع نہیں کر سکے گی۔ وہ یہودی اور مسیحی جن کی محفلوں میں بربط، ستار، بین، بانسری اور شراب جیسی چیزیں ہوں گی اُن کے لیے اب جہنم خود کو وسیع نہیں کرسکتا کیونکہ بائبل میں اس کا وجود باقی نہیں رہا۔

۵- عیاش، متکبر، بے انصاف، غاصب، قاہر اور ظالم بادشاہ بے خوف ہوکر جو چاہیں گے کریں گے۔ اب اُنہیں بائبل کا عہد نامہ قدیم کسی جہنم سے نہیں ڈرا سکتا کیونکہ اُس کے تصور کو بائبل کے مترجمین نے ختم کر دیا ہے۔

۶- رہا بائبل کا عہد نامہ جدید تو معاصر اُردو تراجم اُس کی تیئس میں سے جن تیرہ ورسوں میں جہنم لکھنے پر اتفاق کرتی ہیں اُن میں کہیں تو یہ اصطلاح استعارۃً استعمال ہوئی ہیں اور کہیں مبہم انداز میں۔ اِس لیے اب اِن تراجم سے اِنذار اور خدا خوفی کا مقصد حاصل نہیں ہو سکتا جو کہ اللہ تعالیٰ کے سچے انبیاء اور رسل کی دعوت اور تعلیمات کو جزو لا ینفک ہے۔

یہ مقالہ اُن مترجمین کے لیے ایک تجویز پیش کرتا ہے جو قرآن، احادیث اوراسلامی کتب کا انگریزی زُبان میں ترجمہ کرتے ہیں۔وہ یہ ہے کہ جہنم یا دوزخ کا ترجمہ hell سے کرتے وقت یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ یہودیوں اور مسیحیوں کی کتب چاہے وہ عہد نامہ قدیم کی ہوں یاعہد نامہ جدید کی کا تصورِ جہنم وہ نہیں ہے جو قرآن وحدیث کے متن میں محفوظ ہے۔ اس لیے عام قارئین اور غیر مسلم محققین کے لیے اسلامی عقیدۂ جہنم کی وضاحت اور تفصیل اس طرح کی جائے کہ دونوں کا فرق واضح رہے۔

❁❁❁❁❁